یوم چہارشنبہ

جلد ۲۹ | ۲۹ ماہ اخاء ۱۳۲۰ ہش | ۷ ماہ شوال سنہ ۱۳۶۰ ھ | ۲۹ ماہ اکتوبر ۱۹۴۱ء | نمبر ۲۴۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

خدا تعالےٰ کے ہر قانون کو رحمت سمجھو اور اس سے بچنے کی کوشش نہ کرو؟

موت بھی اللہ تعالےٰ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے،

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۶ ر ستمبر ۱۹۴۱ء

مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد الرحمٰن ع کی حسب ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:-

يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ - يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ -

پھر فرمایا:-

یوں تو سارے ہی خطبے مسلمان کے

قرآن کریم کے مطالب

پر ہی مبنی ہوتے ہیں۔ کیونکہ اسلام میں جو کچھ ہے۔ اور احمدیت میں جو کچھ ہے وہ یا تو نص صریح سے قرآن کریم سے ملتا ہے۔ یا استدلالات سے قرآن کریم سے نکلتا ہے۔ اور بہر حال قرآن کریم کی تعلیم کا نچوڑ اور خلاصہ ہوتا ہے۔ مگر رمضان شریف کی نسبت کے لحاظ سے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ

رمضان کے خطبات

میں قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت پر پڑھا کروں۔ تاکہ وہ بھی ایک قسم کا درس بن جائے۔ گو اس طرح خطبہ پڑھا جائے۔ تو سارے رمضان میں چار ہی آیات آتی ہیں

مگر قرآن کریم کی چار آیتیں بھی چار دوں کوٹ کی برکتیں اپنے اندر رکھتی ہیں۔ اور بعض اکیلی اکیلی آیات یا مختصر سورتوں کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ وہ نصف قرآن کے برابر یا قرآن کا خلاصہ ہیں۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی ایک ہی آیت بعض لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہو جائے اور ان کی طبیعت کی اصلاح میں ممد ہو جائے۔

یہ آیات جو میں نے ابھی پڑھی ہیں۔ سورہ رحمٰن کی ہیں۔ اور شاید ان چند آیتوں میں سے ہیں۔ جن کے متعلق قریباً

سب مفسرین ایک ہی رائے رکھتے ہیں

میں نے اس بارہ میں چند مشہور تفاسیر کو دیکھا ہے جو احادیث سے لکھی گئی ہیں جیسے درمنثور یا عقل سے لکھی گئی ہیں جیسے کشاف۔ یا جو عقلی استدلال کے ساتھ بزرگوں کے اقوال کو بھی لیتی ہیں جیسے امام شوکانی کی تفسیر ہے۔ یہ سب کی سب اس آیت کے بارہ میں متفق ہیں اور وہ اس کے معنے یہ کرتی ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے کوئی بھاگ نہیں سکتا۔ وہ کہیں بھی بھاگ کر جانا چاہے۔ خدا تعالےٰ کا عذاب اسے مل جاتا ہے۔ اس سے بچنے کا ایک ہی علاج ہے۔ اور وہ یہ کہ خدا تعالےٰ کی فوجوں پر انسان غلبہ حاصل کرے۔ اور پھر وہ اس میں محذوف نکالتے ہیں۔ کہ یہ غلبہ انسان کہاں حاصل کر سکتے ہیں۔ پس اس کے معنے یہ ہوئے کہ خدا تعالےٰ کے عذاب سے کوئی شخص بچ نہیں سکتا۔

آج سے نہیں۔ گزشتہ سالہا سال سے شاید ۲۰۔ ۲۵ سال سے میں اس آیت کے متعلق ان

مفسرین کی رائے سے اختلاف

رکھتا ہوں۔ اول تو میرے نزدیک یہاں عذاب کا ذکر نہیں۔ بے شک بعد میں عذاب کا ذکر آتا ہے مگر اس عذاب سے بھاگنے کا جس کو بعد میں بیان کیا گیا ہے۔ پہلے ذکر کرنا قرآن کریم کی شان کے خلاف ہے۔ یہ صحیح ہے کہ تحسین کلام میں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ نتائج کو پہلے بیان کر دیا جاتا ہے۔ مگر اس صورت میں جملہ میں جوڑ۔ اور نسبت قائم کی جاتی ہے۔ لیکن یہاں تو دو متفرق آیات ہیں۔ اور ان دونوں کے بیچ میں

فَبِاَیِّ اٰلَاۗءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰن

رکھا ہے۔ پھر میں یہ بھی نہیں سمجھ سکتا۔ کہ قرآن کریم جیسی کتاب حکیم خالی عذاب کو جس کے ساتھ کوئی پہلو آرام و آسائش اور راحت کا نہ ہو بیان کرنے کے بعد فبای الاء ربکما تکذبان فرمائے جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ کوئی کہے میں مار مار کر تمہارا ابھرکس نکال دوں گا۔ تم میرے کون کونسے انعام کا انکار کرو گے۔ میں تمہیں قید کردونگا۔ پس تم میرے کون کونسے انعام کا انکار کرو گے۔ یہ طرز بیان

قرآن کریم کی شان کے خلاف

ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ بعض عذاب بھی رحمت کا موجب ہوتے ہیں۔ جیسے سورۂ فاتحہ کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کیا۔ مگر بعد میں مالک یوم الدین فرمایا۔ اور اس میں سزا بھی داخل ہے۔ یعنی کلام الحمد کے ساتھ شروع کیا گیا۔ اور سزا کو شامل کر دیا گیا ہے۔ مگر اس میں رحمت کا پہلو موجود ہے۔ ابتدائی عمر میں میں نے ایک دفعہ ستیارتھ پرکاش کے بعض اعتراضات کا جواب لکھنا شروع کیا تھا۔ اور سورۂ فاتحہ پر اعتراضات کا جواب لکھا تھا۔ اس زمانہ میں سوامی دیانند صاحب کے ایک بڑے مقرب دوست زندہ تھے۔ جن کا نام اس وقت مجھے یاد نہیں البتہ تشحیذ کے پرچوں میں محفوظ ہوگا۔ انہوں نے یہ اعتراض لکھ کر بھیجا تھا۔ کہ مالک یوم الدین میں تو موت اور سزا دونوں شامل ہیں۔ پھر شروع میں الحمد للہ اور رب العالمین کہنے کا کیا مطلب ہوا۔ الحمد للہ کے معنی ہیں کہ سب تعریفیں خدا کے لئے ہیں۔ اور رب العالمین کے معنی ہیں وہ سب کی ربوبیت کرتا ہے پھر اس کے ساتھ سزا کے ذکر کے کیا معنی ہوئے۔ میں نے اس کا جواب یہ دیا تھا۔ کہ یہاں رحمت کا پہلو موجود ہے۔

مالک یوم الدین کے معنی

یہ ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے حق مغفرت کو قائم رکھتا ہے۔ اور جب خدا تعالےٰ کا یہ حق ہے تو الحمد کہنے کا موقعہ موجود ہے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بیسیوں مجسٹریٹ ایسے ہوتے ہیں۔ جو منصف اور نرم دل ہوتے ہیں۔ اور ان کے متعلق کئی مجرم آپس میں بات چیت کرتے ہیں تو کہتے ہیں شکر ہے ہمارا مقدمہ فلاں مجسٹریٹ کے پاس ہے اور فلاں کے پاس نہیں گیا تو پھر اللہ تعالےٰ کے متعلق جو مالک یوم الدین کہہ کر رحم کی امید دلاتا ہے۔ باوجود سزا اور موت کا ذکر ہونے کے انسان کیوں نہ الحمد للہ کہے۔ اگر ہمارا مقدمہ کسی ایسے مجسٹریٹ کے سپرد ہو جاتا جو رحم کرنا جانتا ہی نہ ہوتا۔ تو پھر سزا میں کیا شبہ رہ جاتا۔ اس صورت میں سزا سے بچنا محال تھا۔ اگر کسی کا انجام توبہ پر بھی ہوتا۔ تو بھی وہ سزا سے نہ بچ سکتا۔ کیونکہ وہ جانتا۔ کہ خدا تعالےٰ تو رحم کر ہی نہیں سکتا۔ اس نے سزا بہرحال دینی ہے۔ مگر یہاں مالک یوم الدین کہہ کر یہ امید دلا دی۔ کہ اگر انجام بھی خراب ہو تو بھی نا امیدی کی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ پھر بھی معاف کر سکتا ہے۔ پس یہاں الحمد للہ کہنے کے یہ معنی ہیں۔ کہ شکر ہے ہمارا مقدمہ کسی ایسے مجسٹریٹ کے پیش نہیں ہو رہا۔ جو رحم کرنا نہیں جانتا۔ یہاں مالک یوم الدین کہہ کر بتایا کہ اللہ تعالےٰ رحم کر سکتا ہے۔ اور رحم کی امید دلاتا ہے۔ ایسی صورت میں روزانہ ہم مجرموں کو الحمد للہ کہتے دیکھتے ہیں۔ مگر جہاں اللہ تعالےٰ یہ فرمائے۔ کہ تم نے جتنا دوڑنا ہو دوڑ لو۔ اپنی تمام تدابیر اختیار کر لو پھر بھی تم ہماری سزا سے نہیں بچ سکتے۔ ہم تم کو ضرور سزا دیں گے۔ اور ایسا عذاب دیں گے۔ کہ بھون کے رکھ دیں گے۔ اس کے بعد کہنا کہ فبای الاء ربکما تکذبان ایک بے جوڑ سی بات ہے۔ مگر

نئے اور پرانے مفسرین

کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ اس آیت کے معنی یہی ہیں۔ ممکن ہے کسی کو اختلاف بھی ہو۔ میں نے ساری تفاسیر نہیں دیکھیں مگر جو دیکھی ہیں۔ ان سب کا ان معنوں پر اتفاق ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے مجھے ان معنوں سے اختلاف ہے۔ اور ان وجوہ سے جو اوپر بیان کی گئی ہیں۔

میرے نزدیک اس کے معنی

سیدھے سادے ہیں۔ اور ان الفاظ کے اندر بھاری حکمت ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یامعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا یعنی اے بڑے لوگوں کے گروہ اور اے چھوٹے لوگوں کے گروہ اور اے حکام کے گروہ اور اے عوام کے گروہ۔ دنیا میں دو ہی قسم کی حکومتیں ہوتی ہیں۔ ایک آسمانی یعنی مذہبی اور اخلاقی اور دوسری زمینی یعنی قانون فطرت اور قانون سائنس کی۔ یہ دو حکومتیں جاری ہیں۔ جن کو بسا اوقات انسان اپنی نادانی سے اپنے لئے بوجھ سمجھتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے

موت

بنائی ہے۔ اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ بھی رحمت ہے۔ اور اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ یہ رحمت ہے۔ لوگ عام طور پر اس سے گھبراتے ہیں۔ مگر موت کو اڑا کر دیکھ لیں۔ پھر کس طرح اپنے آپ پر ساری دنیا پر اور زمین و آسمان پر لعنتیں ڈالنے لگتے ہیں۔ دنیا میں انسان والد۔ والدہ۔ دادا دادی۔ نانا۔ نانی۔ وغیرہ قریبی رشتہ داروں کی موت کے صدمہ کو کتنا محسوس کرتے ہیں۔ اور یہ احساس ایک طبعی تقاضا ہے لیکن اگر یہ احساس اتنا بڑھ جائے۔ کہ انسان سمجھے خدا نے بڑا ظلم کیا ہے جو موت پیدا کی۔ میں اسے اڑا دوں گا۔ اور وہ اسے اڑانے میں کامیاب ہو جائے۔ تو ذرا تصور کرو۔

کیا حالت ہو

کوئی چھوٹے سے چھوٹا گاؤں لے لو قادیان کے اردگرد چھوٹے چھوٹے گاؤں ننگل۔ بھینی اور کھارا ہیں۔ آج بھی ان گاؤں کے زمینداروں کی حالت بہت غربت کی ہے کسی کے پاس چار گھماؤں زمین ہے۔ کسی کے پاس پانچ۔ کسی کے پاس آٹھ اور کسی کے پاس دس گھماؤں ہے۔ جس سے موجودہ افراد بھی بڑی تنگی سے گزارہ کرتے ہیں۔ اور بعض نے تو تنگ آکر جو تھوڑی بہت زمین تھی فروخت کر دی۔ اور اب محنت و مزدوری کر کے گزارہ کر رہے ہیں۔ اب ذرا غور کرو۔ اگر ان کے باپ دادا۔ پردادا۔ اور پھر آدم تک سات ہزار سال میں جتنے لوگ تھے۔ سب زندہ ہوتے۔ پھر انکی مائیں دادیاں۔ پردادیاں بھی آخر تک زندہ ہوتیں۔ پھر انکے چچے چچیاں آخر تک زندہ ہوتے۔ تو کیا ان کے پاس ایک گھماؤں چھوڑ ایک ایک مرلہ زمین بھی ہوتی؟ ایک مرلہ تو کجا ناخن کے کاٹے ہوئے حصہ کے برابر زمین بھی کسی کے حصہ میں نہ آسکتی۔ اور جب یہ حالت ہوتی۔ تو یہ لوگ کھاتے کہاں سے۔ پھر اتول کے سونے کے لئے بھی جگہ نہ ملتی۔ راتوں کو ایک کے اوپر دوسرا دوسرے کے اوپر تیسرا اور تیسرے کے اوپر چوتھا۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۷ اخاء ۱۳۲۰ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ۴½ بجے شام کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ کل سے زخم کے مقام کے اردگرد درد کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو ہنوز نزلہ کی تکلیف ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

خاندان حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ میں خیر و عافیت ہے۔

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب بعارضہ بخار بیمار ہیں انکی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب تاحال بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ — ھو الناصر

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ

رقم فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس دفعہ تحریک جدید کا چندہ ادا کرنے میں دوستوں نے بہت اخلاص سے کام لیا ہے۔ اور گزشتہ سال کی نسبت اس سال کی وصولی ابتدائی ایام میں زیادہ رہی ہے۔ مگر اکتوبر سے اس میں کمی آگئی ہے اور جو زیادتی وصولی ہوئی تھی اس کی نسبت میں فرق پڑ گیا ہے۔ اب ایک ماہ سالِ ہفتم کی تحریک پر سال گزرنے میں رہ گیا ہے۔ اور اُن دوستوں کا فرض ہے۔ کہ جو اب تک اپنا وعدہ ادا نہیں کر سکے۔ کہ وُہ خاص زور لگا کر اس کمی کو پھر زیادتی میں بدل دیں۔

میں تحریک جدید کے مجاہدوں سے اُمید کرتا ہوں۔ کہ وُہ توجہ کر کے جلد سے جلد اپنے وعدوں کو پُورا کر دیں گے۔

ان دوستوں نے جو اپنے وعدے ادا کر چکے ہیں۔ اپنا فرض ادا کر دیا۔ اب ان کی باری ہے۔ جو اب تک ادا نہیں کر سکے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وُہ بھی اخلاص میں دُوسروں سے کم نہیں ہیں۔ اور امید کرتا ہوں کہ وُہ اپنے عمل سے میرے اس ظن کو پُورا کر دینگے۔ انشاء اللہ

پس اے دوستو! ہمت کرو۔ اور اپنے آگے بڑھنے والے بھائیوں کے ساتھ مل جاؤ۔ خُدا تعالیٰ آپ لوگوں کی مدد کرے۔ آمین۔

خاکسار:- مرزا محمُود احمد (۲۶ اکتوبر ۱۹۴۱ء)

جتنے کہ ایک ایک پر پچاس پچاس آدمی سوتے۔ تب بھی شاید سب کے لئے جگہ نہ مل سکتی۔ سائنس والے

دُنیا کی عُمر دو کروڑ سال

بتاتے ہیں۔ اور ہندوؤں کی تو ہر چیز بے حساب ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے نزدیک دُنیا کی عمر اربوں ارب سال ہے۔ اور مسلمانوں کے نزدیک چھ ہزار سال ہے اربوں ارب سال کو جانے دو۔ دو کروڑ سال کو بھی جانے دو۔ صرف چھ ہزار سال ہی لے لو۔ اگر چھ ہزار سال کے لوگ سب کے سب زندہ ہوتے۔ تو کیا حال ہوتا۔ سب کے سب زمین پر لیٹ کر سو بھی نہ سکتے۔ جس طرح جنگ میں لاشیں ایک دوسری کے اوپر ڈالی جاتی ہیں۔ اس طرح ایک دوسرے کے اوپر اگر سب کو ڈالا جاتا۔ تو شاید سونے کی جگہ مل سکتی۔ بے شک دم تو گھٹتا۔ مگر موت تو آنی نہ تھی۔ اگر یہ حالت ہوتی۔ تو غور کرو۔ کس طرح لوگ اپنے آپ پر اپنے ماں باپ اور دادا پردادا پر۔ بلکہ زمین و آسمان پر لعنتیں بھیجتے۔ اور کس طرح

موت کو ایک رحمت سمجھا جاتا

اگر موت نہ ہوتی۔ تو ساری دُنیا کے عقلمند ایسی ایجادوں میں لگے ہوتے۔ کہ کسی طرح موت ایجاد کی جا سکے۔ جس چھوٹے سے گھر میں ہزاروں سال کے تمام لوگ زندہ ہوتے۔ اور اس کا صحن ۱۰×۲۰ فٹ ہوتا۔ اس میں کیا حال ہوتا۔ نہ کھانے کو برتن مل سکتے۔ نہ پینے کو پانی۔ جوان بوڑھوں کے اور بوڑھے بچوں کے گلے گھونٹتے کہ کسی طرح مر جائیں۔ مگر موت پھر بھی نہ آتی اس وقت تو اگر کسی کا باپ یا دادا فوت ہو جائے۔ تو روتے ہیں۔ مگر موت نہ ہونے کی صُورت میں لوگ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر ایک دوسرے کا گلا گھونٹتے۔ اور کہتے کہ کم بخت مرتا بھی نہیں۔ اور قانونِ قدرت اور مذہب کو گالیاں دیتے۔ تو موت بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے۔ اور قرآن کریم ہی ایک کتاب ہے۔ جو صفائی سے اس امر کو پیش کرتی ہے۔ بے شک انسان کوشش کرے۔ کہ تندرست رہے۔ بیماریوں سے بچا رہے۔ مگر چاہیئے۔ کہ موت کے لئے بھی تیار رہے اور امید رکھے۔ کہ میں نے

ایک نہ ایک دن مرنا ہے

یہ موت اگر نہ ہوتی۔ تو انسان کو اس کے لئے دُعا کرنی پڑتی۔ یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے جب انسان پر ایسا وقت آتا ہے۔ کہ اگلی نسل اس سے تنگ آجائے۔ تو ایسے وقت اللہ تعالیٰ اسے موت دے دیتا ہے۔ مگر انسان جُوں جوں سائنس میں ترقی کرتا ہے۔ موت کو اڑانے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرتا ہے۔ کبھی اس امر کی تحقیق ہوتی ہے۔ کہ انسان کے دل کو دوبارہ کس طرح حرکت میں لایا جا سکتا ہے۔ اور کبھی اس کی کہ بجلی کے ذریعہ انسان کو کس طرح زندہ رکھا جا سکتا ہے۔ اور یہ خیال نہیں کرتا۔ کہ اگر موت پر قابو پا لیا جائے۔ تو اس کے بعد دُنیا کے لئے جو ایجاد سب سے اہم سمجھی جائے گی وُہ یہی ہوگی۔ کہ کس طرح موت کو ڈھونڈ لیا جا سکتا ہے۔ پس موت دراصل اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے۔ لیکن انسان ان تمام قوانین سے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کے فائدہ کے لئے بنائے ہیں ان سب سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

آج کل رمضان ہے۔ روزہ سے ہوں۔ تو پتہ لگتا ہے۔ کہ بھوک کتنی تکلیف دہ چیز ہے۔ میرے جیسے کمزور آدمی کے لئے تو خاص طور پر تکلیف دہ ہے۔ اس وقت میں جوش میں اتنا بول گیا ہوں۔ ورنہ جب میں کھڑا ہُوا۔ تو میرا خیال تھا۔ کہ پانچ سات منٹ سے زیادہ نہ بول سکوں گا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک قانون ہے کہ جب طبیعت میں جوش پیدا ہو۔ تو انسان پہلی تکلیف کو بھول جاتا ہے۔ غرض

روزہ میں

بھوک لگتی ہے۔ پیاس لگتی ہے۔ آج کل مجھے بھُوک تو نہیں لگتی۔ پیاس لگتی ہے۔ اور عصر کے بعد تو اتنی پیاس لگتی ہے۔ کہ میں نڈھال ہو جاتا ہُوں۔ ایسی حالت میں دو ہی صورتیں ہوتی ہیں۔ یا تو میں سونے کی کوشش کروں اور یا پھر ٹہلنے لگوں۔ ٹہلنا ہمارے خاندان کی ایک عادت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ٹہلنے کی عادت تھی۔ عصر کے بعد مجھے پیاس کا اور کوئی علاج نظر نہیں آتا۔ سوائے اس کے کہ میں ٹہلوں۔ تو بھوک اور پیاس بہت تکلیف دہ چیزیں ہیں۔ مگر

دُنیا کی لذتوں کا بہترین حصّہ

بھوک اور پیاس سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ قرآن کریم میں میں نے پڑھا کہ شہد میں بڑی برکت ہے۔ ایک دوست شہد لے آئے۔ پہلے ہی روزہ میں میں نے خیال کیا۔ کہ اس میں اتنی برکتیں ہیں۔ اسی سے کیوں نہ روزہ کھولیں۔ چنانچہ شہد پانی میں ڈال کر رکھ دیا۔ اور جب اس سے روزہ کھولا۔ تو یُوں معلوم ہُوا۔ کہ یہ شہد نہیں۔ بلکہ جنت سے کوئی چیز آئی ہے۔ اگر پیاس نہ ہو۔ تو یہ مزا کیسے آئے۔ میرا معدہ خراب ہے۔ اس لئے پانی پینے کے بعد مجھے بھوک تو لگتی نہیں۔ مگر رمضان نہ ہو۔ تو میں نے دیکھا ہے سیر کر کے واپس آئیں۔ اور بھوک لگی ہوئی ہو۔ تو کھانا یکا یک ہی مزا آتا ہے مجھے

بہت سے کھانے کھانے کا اتفاق

ہؤا ہے۔ یورپ کے سفر کے دوران میں مجھے مصری کھانے کھانے کا بھی موقعہ ملا۔ اطالوی کھانے کھانے کا بھی۔ فرانسیسی کھانے کھانے کا بھی اور انگلستان کے کھانے کھانے کا بھی۔ ہماری والدہ (مدظلہا العالی) دہلی کی رہنے والی ہیں۔ اس لئے اس علاقہ کے کھانے بھی کھائے ہیں۔ پھر ہم مغل ہیں۔ اور بعض کھانے مغلوں کے خاص ہیں وہ بھی کھائے ہیں۔ اور اس طرح بہت سے کھانے کھائے ہیں۔ مگر بچپن سے جس کھانے کے مزیدار ہونے کا

مجھ پر اثر

ہے۔ اور جو بھوک کے نتیجہ میں تھا۔ وہ مجھے کبھی نہیں بھولتا۔ میں چھوٹا تھا۔ تین چار سال کی عمر تھی۔ اور آنکھیں دکھتی تھیں کھانے کا پرہیز کرایا جاتا تھا۔ اور صرف دودھ دیا جاتا تھا۔ میری ایک کھلائی تھی۔ میری آنکھوں میں تکلیف تھی۔ رڑک ہو رہی تھی۔ اور وہ کھلائی مجھے اٹھا کر دالان میں ٹہلاتی اور بہلاتی تھی۔ وہ غریب عورت تھی۔ اور اسے بھوک لگی ہوئی تھی۔ اس لئے رات کا باسی ٹکڑا ہاتھ میں لئے کھاتی جاتی تھی۔ اور مجھے بہلاتی بھی جاتی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ مجھے اس

باسی ٹکڑے سے زیادہ خوشبودار اور لذیذ چیز

کوئی اور نہیں لگی۔ اس کے ساتھ کوئی سالن یا دال بھی نہ تھی۔ خالی روٹی کا ٹکڑا تھا۔ اور وہ بھی باسی مگر اس کی سوندھی سوندھی خوشبو ہزاروں مرغوں سے زیادہ دل پسند تھی۔ بلکہ اب بھی یاد کر کے وہ خوشبو مجھے آنے لگتی ہے۔ تو یہ بھوک کا ہی کمال ہے جس سے کھانے کا مزا آتا ہے

ایک قصہ مشہور ہے

کہتے ہیں کوئی پٹھان محنت و مزدوری کے لئے اپنے وطن سے ہندوستان آیا۔ وہ کسی جگہ مزدوری پر لگا ہؤا تھا۔ گھر تو یہاں تھا نہیں۔ کہ روٹی کا کوئی انتظام ہوتا۔ اس نے خیال کیا۔ کہ کھانے کا وقت آئے گا تو کوئی چیز لے کر کھا لوں گا۔ جب کھانے کا وقت آیا تو کوئی عورت خربوزے بیچتی ہوئی ادھر سے گزری۔ اس نے اس سے دو چار آنے کے خربوزے لے لئے۔ جو بہت سے آ گئے۔

اور وہ انہیں کھانے لگا۔ کھاتے کھاتے جب پیٹ بھر گیا۔ تو کہنے لگا کہ یہ بھی کوئی کھانے کی چیز ہے۔ جو میں کھا رہا ہوں۔ ان کا سردا بہت زیادہ میٹھا اور لذیذ ہوتا ہے اور ہمارے ہاں کا خربوزہ اس کی نسبت بہت پھیکا۔ تو اس نے خیال کیا۔ کہ یہ بھی کوئی کھانے کی چیز ہے۔ ہندی خربوزہ ہرگز کھانے کے قابل نہیں۔ چنانچہ وہ اٹھا اور کھڑے ہو کر ان پر پیشاب کر دیا۔ اور چلا گیا۔ کام پر جا کر جب ایک دو گھنٹہ کہی چلائی۔ تو پھر بھوک لگ گئی۔ اس پر اسے پھر خربوزوں کا خیال آیا۔ چنانچہ آیا اور ان کو دیکھا۔ مگر ان پر پیشاب کر چکا تھا۔ اس لئے خربوزوں کو حسرت سے دیکھنے لگا۔ آخر ان میں سے ایک کو اٹھایا اور کہا کہ اس پر تو پیشاب نہیں پڑا۔ اور اسے کھا گیا۔ مضبوط اور جوان آدمی کو ایک خربوزہ سے کیا ہوتا ہے۔ دس پندرہ منٹ میں ہی پھر بھوک لگ گئی۔ پھر آیا۔ اور دوسرا خربوزہ اٹھا کر کہنے لگا۔ کہ اس پر بھی نہیں پڑا تھا۔ اور اسے بھی کھا گیا۔ اسی طرح کرتے کرتے سوائے ایک کے سب کھا گیا۔ اور وہ ایک بھی اس لئے چھوڑ دیا۔ کہ کسی ایک پر تو پیشاب پڑنا ماننا ہی پڑتا تھا۔ شام کو جب بہت بھوک لگی۔ اور وہ زیادہ تنگ ہؤا۔ تو کہنے لگا۔ کہ میں بھی کیسا عجیب آدمی ہوں جن خربوزوں پر پیشاب پڑا تھا۔ وہ تو کھا گیا۔ اور جس پر بالکل نہیں پڑا تھا۔ اسے چھوڑ دیا۔ اور یہ کہہ کر اسے بھی اٹھا کر کھا لیا۔ تو بھوک اور پیاس سے ہی کھانے اور پینے میں مزا آتا ہے۔

جب بھوک ہو

تو ادنےٰ سے ادنےٰ چیز بھی مل جائے۔ تو اس کا بھی مزا آتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر آدمی کو کہیں سے گنا مل جائے۔ تو اسے بھی وہ لطف لے لے کر چوستا ہے۔ بھنے ہوئے دانے مل جائیں۔ یا مکئی کا بھٹا مل جائے۔ تو ایسی لذت آتی ہے۔ کہ وہ کہتا ہے کہ لوگ مرغ مسمن کیوں کھاتے ہیں۔ اس سے زیادہ لذیذ تو وہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ سب بھوک کی وجہ سے ہے۔ مگر کبھی انسان بھوک کی شکایت کرنے لگتا ہے۔ اور کہتا ہے خدا تعالےٰ نے

بھوک کیا بنا دی ہے۔ پیاس کیا بنا دی ہے۔ بیماریاں کیا بنائی ہیں۔ موت کیا بنائی ہے۔ حالانکہ یہ سب دراصل

اللہ تعالےٰ کی رحمتیں

ہیں۔ غریبوں کے لئے بیماریاں بھی رحمت ہو جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنا بچپن کا ایک واقعہ سنایا کرتے تھے فرماتے ایک چوہڑا ہمارے ہاں ملازم تھا آپ ایک دفعہ کھیلتے کھیلتے اس کے گھر چلے گئے۔ اور لڑکے بھی تھے۔ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے۔ کہ تمہیں کیا چیز سب سے زیادہ پسند ہے اس چوہڑے سے پوچھا۔ تو اس نے کہا۔ کہ مٹھا مٹھا تاپ ہووے رمینہ پینداا ہووے تے بھجے ہوئے دو سیر چھولے ہون اُتے رضائی ہووے یعنی ہلکا ہلکا بخار ہو۔ بارش ہو رہی ہو۔ بھنے ہوئے دو سیر چنے پاس پڑے ہوں۔ اور اوپر اوڑھنے کے لئے رضائی ہو۔ آپ فرماتے تھے۔ ہم نے پوچھا کہ چنے تو کھانے کی چیز ہے۔ رضائی اوڑھنے کی۔ ان سے تو آرام ملتا ہے۔ مگر یہ ہلکا ہلکا بخار جو تم چاہتے ہو۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ اس نے کہا کہ اگر بخار زیادہ ہو تو اس سے تکلیف ہوگی۔ اور اگر بالکل نہ ہو تو کام سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔ ابھی آدمی آ جائے گا۔ کہ چلو مرزا جی بلاتے ہیں۔ تو

غریبوں کیلئے بیماری

بھی بعض اوقات رحمت ہو جاتی ہے۔ ان میں اور بھی فوائد ہیں۔ بیماری ان زہروں کا ازالہ کر دیتی ہے۔ جو انسان کے اندر جمع ہو رہے ہوتے ہیں۔ ورنہ ایسی حالت پیدا ہو جائے۔ کہ انسان کھڑے کھڑے مر جائے۔ اندر صفرا پیدا ہوتا ہے۔ تو قے آ جاتی ہے دست آنے لگتے ہیں۔ اور اس طرح صفرا نکل جاتا ہے۔ جو اگر اندر رہتا تو کئی بیماریاں پیدا کرتا۔ استسقا ہو جاتا۔ اور انسان مر جاتا۔

ہر بیماری جو انسان کو آتی ہے

وہ گویا ہے۔ اگلی بیماری کا نوٹس ہے۔ نزلہ نوٹس ہے سل کا۔ ہلکا ہلکا بخار نوٹس ہے سل اور دق کا۔ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے گویا ایک چٹھی ہے۔ خدا تعالےٰ ڈاک میں چٹھی نہیں بھیجتا۔ بلکہ جسم کے اندر ہی ایسی تبدیلی کر دیتا ہے۔ کہ جس سے پتہ لگ جائے۔ نزلہ ہونا گویا خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک کارڈ ہے۔ ایک مہینہ دو مہینہ کے بعد سل ہونے والی ہے۔ کھانسی نوٹس ہے اس بات کا کہ سل ہونے والی ہے۔ ہلکا ہلکا بخار نوٹس ہے اس امر کا کہ تپ دق ہونے والا ہے۔ تو یہ سب اللہ تعالےٰ کی طرف سے رحمتیں ہیں۔ مگر انسان ان سب سے گھبرا کر ان سے باہر نکلنا چاہتا ہے۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ

حکومتوں سے بھی آزاد

ہو جاؤں۔ حکومتیں تلواروں اور نیزوں سے کام لیتی ہیں۔ اس لئے ان کا مقابلہ کرنے کے لئے انسان نے بندوق ایجاد کی۔ پستول نکالا۔ مگر جب حکومت کو علم ہؤا۔ تو اس نے کہا اس ایجاد کے لئے تمہارا شکریہ۔ تم نے ایسا اچھا ہتھیار دریافت کیا جو پہلے نہ تھا۔ اور اس نے اپنی فوج اور پولیس کو بندوق اور پستولوں سے مسلح کر دیا۔ پھر انسان نے کہا حکومتیں ظالم ہیں۔ اور ان کے مقابلہ کے لئے انسان نے

توپ ایجاد کی

اور کہا کہ یہ ہتھیار بندوق کو اڑا دے گا مگر اسے بھی حکومت نے سنبھال لیا۔ اور اپنی فوجوں کو توپوں سے مسلح کر دیا۔ عوام پھر بھی بغیر ہتھیار کے رہ گئے۔ اور حکومتیں پہلے سے بھی زیادہ طاقتور ہو گئیں۔ پھر انسان نے ہوائی جہاز نکالے۔ بم نکالے۔ اس پر حکومت اور بھی خوش ہوئی۔ اور اس نے سمجھ لیا۔ کہ اب رعایا ہمارا مقابلہ بالکل ہی نہ کر سکے گی۔ غرض بعض لوگ حکومتوں کو ایک مصیبت خیال کرتے ہیں۔ اور ان سے بچنا چاہتے ہیں مگر اور زیادہ مصیبتوں میں پھنس جاتے ہیں۔ زار کی حکومت جو روس میں تھی۔ اور اس زمانہ کے ڈکٹیٹروں کی حکومتیں بھی اس سے کم نہیں۔ یہ سب اس بات کا نتیجہ ہیں۔ کہ انسان نے

خدا تعالےٰ کی حکومت سے آزاد ہونے کی کوشش کی

اگر لوگ خدا تعالےٰ کے قانون کے ماتحت چلتے۔ تو یہ مصائب کبھی نہ آتیں

آج سے ۲۵ - ۳۰ - سال قبل سائنس دان اس بات پر کتنے مغرور تھے۔ کہ انہوں نے دُنیا کی پیدائش کا سوال حل کر لیا۔ مگر آج ہم دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ پیدائش کا سوال تو حل نہیں ہوا۔ البتہ

موت کا سوال بڑا اچھا حل کیا گیا

ہے۔ وارسا جیسا شہر جس کی آبادی دس لاکھ تھی۔ تین دن کی بمباری سے بالکل تباہ ہو گیا۔ تو زندگی کا سوال تو ویسا کا ویسا ہی رہا۔ البتہ موت کا سوال خوب حل ہوا ؛

یہ کتنی واضح بات ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی۔ کہ اے میرے بندو! تم وہ رستے تلاش نہ کرو۔ کہ جن سے میرے قانون سے باہر جا سکو۔ اگر تم ایسی کوشش کرو گے تو **لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطَانٍ**۔ یعنی سلطان تمہارے ساتھ ساتھ ہوگا۔ اور تم خدا تعالیٰ کے قانون سے کسی صورت میں باہر نہ جا سکو گے۔ دیکھ لو۔ کیسے

سیدھے سادے معنے

ہیں۔ جن میں کوئی محذوف بھی نکالنا نہیں پڑتا ؛

اسی طرح **مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ** میں آسمانی قانون کا ذکر کیا ہے۔ اس سے بھی بھاگنے کی لوگوں نے کتنی کوشش کی ہے۔ بڑی کوشش کی گئی ہے۔ کہ کسی طرح مذہب کا قائم مقام عقل سے نکالیں۔ اور بعض قائم مقام نکالے بھی گئے۔ مگر دیکھ لو۔ اُن سے کیا سکھ ملا ہے۔ روسیوں نے بولشوازم نکالا۔ جرمنوں نے نازی ازم۔ مگر کیا ان سے لوگوں کے دُکھ کم ہوئے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اور بڑھ گئے۔ ان سے شکایات اور تکالیف اور بھی بڑھ گئیں۔ انسان نے

خدا تعالیٰ کی غلامی سے نکلنا چاہا

مگر اس سے بھی بدتر غلامی میں مبتلا ہو گیا پھر انسان نے کیا کیا قوانین نکالے۔ حضرت موسےٰؑ اور حضرت عیسےٰؑ کے صحابہ تک تو یہ قانون مانتے آئے ہیں۔ کہ بعض ضرورتوں کے ماتحت ایک سے زیادہ بیویاں کرنا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے مگر یورپ نے یہ قانون بنایا۔ کہ ایک ہی بیوی ہونی چاہیئے۔ ایک سے زیادہ حرام کاری ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں یورپ ہزارہا سال تک ایسی بدکاری میں مبتلا ہوا۔ کہ جسے دُور کرنا اس کے اختیار میں نہ تھا اور آج پھر یہ آوازیں آنی لگی ہیں۔ کہ ایک سے زیادہ بیویوں کی ضرورت ہو سکتی ہے خدا تعالیٰ نے کیسا فطرت کے مطابق قانون بنایا تھا۔ کہ ساری اولاد جائیداد اور ترکہ کی وارث ہو۔ مگر یورپ نے اسے چھوڑا تو دیکھو کیسی

خطرناک کیپیٹلزم کی لعنت

کا شکار ہوا۔ اور کس طرح اس قانون نے جہاں ایک گروہ سرمایہ داروں کا پیدا کر دیا وہاں دوسری اولاد کو سوسائٹی کے لئے لعنت بنا دیا۔ سرمایہ چند ہاتھوں میں جمع ہو گیا۔ اگر خدا تعالیٰ کے قانون پر عمل کیا جاتا۔ تو ایسا کبھی نہ ہو سکتا۔ فرض کرو۔ کسی کے پاس پچاس ہزار ایکڑ زمین ہوتی۔ اور اب تک اگر دس نسلیں بھی مان لی جائیں۔ اس کے دو لڑکے ہوتے۔ تو ان کو ۲۵ - ۲۵ ہزار ایکڑ زمین مل جاتی پھر اگلی نسل میں بھی دو۔ دو ہی لڑکے ہوتے۔ تو ½۱۲ - ½۱۲ ہزار ایکڑ ہو جاتی اور اسی طرح اگر ہر نسل میں دو دو ہی لڑکے فرض کئے جائیں۔ تو تیسری نسل میں ¼۶ - ¼۶ ہزار۔ چوتھی میں قریباً ۳۱ - ۳۱ سو۔ پانچویں میں پندرہ پندرہ سو۔ چھٹی میں ½۷ - ½۷ سو۔ ساتویں میں قریباً ½۳ - ½۳ سو۔ آٹھویں میں ڈیڑھ۔ ڈیڑھ سو۔ نویں میں ۷۵ - ۷۵۔ اور دسویں میں ۳۷ - ۳۷ ایکڑ۔ اور اس طرح وہ ایک معمولی حیثیت کے زمیندار ہوتے۔ مگر یورپ کے قانون نے تمام پچاس ہزار ایکڑ بڑے لڑکے کے لئے ہی مخصوص کر کے باقی تمام اولاد کو غریب کر دیا۔ اور اس طرح چند لوگ تو بڑے بڑے لارڈ بن گئے۔ مگر باقی غریب رہ گئے۔ اگر

اسلامی قانون پر عمل

کیا جاتا۔ تو آج کوئی لارڈ نہ ہوتا۔ پچاس ہزار ایکڑ اراضی بھی دس نسلوں کے بعد ۳۵ - ۳۵ ایکڑ رہ جاتی۔ اور وہ بھی اس صورت میں کہ دو دو ہی لڑکے فرض کئے جائیں۔ حالانکہ بعض لوگوں کے لڑکے تین چار۔ پانچ۔ چھ۔ سات۔ آٹھ۔ نو۔ دس تک بھی ہو سکتے ہیں۔ اور اگر اتنے اتنے لڑکے ہوتے۔ تو آج ایک ایک کنال زمین بھی ان کے حصہ میں نہ آتی۔ تو یورپ نے خدائی قانون کو تو اس لئے چھوڑا تھا کہ اس سے ان کی عظمت اور وقار میں اضافہ ہوگا۔ مگر ایسا غلامی کا طوق ان کے گلے پڑا۔ کہ آج پچھتاتے پھرتے ہیں ؛

سچے مذہب یعنی اسلام میں

بھی مولویوں نے کئی باتیں داخل کر دیں اور کئی بہانے نکالے۔ کہ خدا تعالیٰ کے احکام سے کس طرح بچا جا سکتا ہے انہوں نے کہا۔ کہ فلاں حکم سے بچنے کا فلاں حیلہ ہے۔ اور فلاں سے بچنے کا فلاں۔ اور پورا زور لگایا۔ کہ کسی طرح ایسے حیلے تراش لئے جا سکیں جن سے خدا تعالیٰ کے احکام کو نہ ماننا پڑے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ کہ خوب یاد رکھو۔ تم اس سے باہر نہیں نکل سکتے۔ اور جب بھی نکلو گے خدائی سلطان کے ساتھ نکلو گے۔ ورنہ اپنے حیلے بہانوں سے اور بھی تکالیف میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ چنانچہ دیکھ لو۔ مولویوں نے جو حیلے بہانے نکالے۔ ان کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اسلام چھوٹا۔ اور ساتھ ہی وہ عزت بھی جاتی رہی۔ جو مسلمانوں کو حاصل تھی۔ وہ دُنیوی لحاظ سے بھی ایسے ذلیل ہو گئے۔ کہ آج جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں۔ کجا یہ حالت تھی۔ کہ ایک مسلمان بادشاہ ذرا بھی خفگی کا اظہار کرتا۔ تو سارا یورپ تھرا اُٹھتا تھا۔ اور کجا یہ کہ آج اگر

ساری اسلامی حکومتیں مل کر بھی

کسی ایک بڑی یوروپین حکومت کا مقابلہ کرنا چاہیں۔ تو نہیں کر سکتیں۔ افغانستان عراق۔ عرب۔ ایران۔ مصر اور ترکی سارے مل کر بھی اگر انگریزوں کا مقابلہ کرنا چاہیں۔ تو چھ ماہ نہیں کر سکتے۔ اگر سارے مل کر روس کا مقابلہ کرنا چاہیں تو چھ ماہ نہیں کر سکتے۔ سارے مل کر جرمنی کا مقابلہ کرنا چاہیں۔ تو چھ ماہ نہیں کر سکتے۔ امریکہ کا مقابلہ کرنا چاہیں۔ تو چھ ماہ نہیں کر سکتے۔ ایشیائی طاقت جاپان کا مقابلہ بھی چھ ماہ نہیں کر سکتے۔ یہ کتنا بڑا تغیر ہے۔ کجا یہ حالت تھی کہ مسلمانوں کا خلیفہ مدینہ میں بیٹھا ہوا کوئی بات کہتا۔ تو قیصر روم قسطنطنیہ میں تھر تھر کانپ اُٹھتا تھا۔ اور کجا آج یہ حالت ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ بادشاہت نے خلافت کی جگہ لے لی۔ مگر سارے مسلمان ممالک مل کر یورپ کی کسی ایک بڑی طاقت کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کوشش کی۔ کہ قرآن کا جوا پھینک کر آزاد ہو جائیں۔ مگر اور بھی زیادہ غلام ہو گئے ؛

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطَانٍ**۔ کہ تم اس قانون سے نکل نہیں سکتے۔ حتیٰ کہ اسلام جو سچا مذہب ہے۔ اس میں اگر کوئی خرابی تم خود بھی داخل کر لو۔ تو اس سے بھی خود بخود نہ نکل سکو گے۔ اس سے بھی

کوئی مامور ہی آ کر تمہیں نکالیگا

دیکھ لو۔ وہابیوں نے کتنا زور مارا کہ حنفیوں نے جو رطب و یابس اسلام میں داخل کر دیا ہے۔ اُسے نکال دیں مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ بلکہ اسے صاف کرتے ہوئے ساتھ ہی قرآن کریم پر بھی ہاتھ صاف کر دیا۔ اور صرف بخاری کی بخاری ہی رہ گئی۔ فرمایا۔ **لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطَانٍ**۔ اگر خدا تعالیٰ کے دین میں تم خود کوئی بات داخل کر لو۔ تو اس سے بھی تمہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی سلطان یعنی مامور ہی آ کر نکالے گا۔ تم خود اس سے بھی نہ نکل سکو گے۔ اگر تم نے سچے مذہب میں کوئی گمراہی بھی داخل کر لی ہے۔ تو چونکہ وہ دین کا جزو بن چکی ہے۔ اس لئے اپنے دین کی عظمت کے پیش نظر خدا تعالیٰ تمہیں وہ گمراہی بھی نہیں نکالنے دے گا۔ ورنہ تم میں یہ غرور پیدا ہو سکتا ہے کہ شاید ہم بھی

دین بنانے کی اہلیت

رکھتے ہیں۔ اس لئے ہم نے یہ قانون بنا دیا ہے۔ کہ سچے دین سے خرابیوں کو دُور کرنے کے لئے بھی مامور کی ضرورت ہے۔ گو وہ خرابی جسے اس نے نکالنا ہے۔ بندوں نے ہی پیدا کی ہو۔

مگر احتیاط کا پہلو یہی ہے۔ کہ اسے نکال خود نہ سکو۔ بلکہ وہ خرابی بھی الا بسلطٰن ہی نکل سکتی ہے۔ یعنی ہم اس کی اصلاح کے لئے مامور بھیجتے ہیں۔ اس گمراہی سے نجات بھی سلطان کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے۔ تم خود اس سے نجات نہیں پا سکتے۔ اور یہ احتیاط اس لئے کی جاتی ہے۔ کہ تاتم دودھ میں سے مکھی نکالتے نکالتے دودھ بھی ضائع نہ کر دو۔ خدا تعالےٰ کے دین کو تم نے منسوخ کر دیا۔ اور اس میں گند ملا لیا۔ اور اس طرح خدا تعالےٰ کے قانون سے بچنے کی کوشش کی۔ مگر اب اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تمہیں اسی کی غلامی کرنی پڑے گی۔ جب تک کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی مامور آ کر اس کی اصلاح نہ کر دے۔ پس اس آیت کے یہ معنی ہوئے۔ کہ اگر تم مذہب کے قانون سے آزاد ہونے کی کوشش کروگے تو بھی آزاد نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اس سے اور مصائب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

اب دیکھ لو یہ معنی کرنے کے بعد فبای الاء ربکما تکذبان کیسا مطابق بیٹھتا ہے۔ یعنی تم خدا تعالےٰ کی کون کونسی نعمت کا انکار کروگے۔ اگر ہم نے یہ قانون نہ بنایا ہوتا۔ تو تم کیسے گڑھوں میں گر جاتے۔ یہ حد بندی اگر نہ ہوتی۔ اگر مذہب کی اصلاح کا اختیار انسان کو ہوتا تو پتہ نہیں کہ وہ بیچے دین کو کیا سے کیا بنا دیتا۔ یا اگر اس کے اختیار میں ہوتا۔ تو قانون قدرت کو بدل دیتا۔ اور سائنس کی مدد سے موت کو اڑا دیتا۔ اور اس طرح

خطرناک مصائب کا شکار

ہو جاتا۔ اگر قانون فطرت یا قانون شریعت کو بدلنے کا اختیار انسان کو ہوتا۔ تو وہ اپنے لئے ایسی ایسی مصیبتیں پیدا کر لیتا کہ جن سے پھر نکل نہ سکتا۔ مثلاً فرض کرو موت کو اڑانے کا اختیار اسے ہوتا تو کس طرح مشکلات پیش آتیں۔ تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ موت کو اپنے اختیار میں رکھ کر ہم نے تم پر رحم کیا ہے۔ اگر مارنا یا جلانا انسان کے اختیار میں ہوتا تو یہ دونوں چیزیں اس کے لئے مصیبت بن جاتیں۔

پھر فرمایا یرسل علیکما شواظ من نار و نحاس فلا تنتصران یعنی دنیا جب کبھی ان قانونوں سے بچنے کی کوشش کرے گی۔ دنیا میں لڑائی اور جھگڑے زیادہ ہوں گے۔ جب انسان قانون قدرت سے بچنے کی کوشش کرے گا تب بھی اور جب قانون مذہب سے بچنے کی کوشش کرے گا تب بھی وہ سخت مصیبت میں مبتلا ہوگا۔

موجودہ جنگ

بھی اسی قانون کے ماتحت ہو رہی ہے سائنس دانوں نے کوشش شروع کی۔ کہ وہ انسان کو خدا تعالےٰ سے آزاد کر دیں۔ مگر اس کوشش کا نتیجہ کیا نکلا؟ بم اور ہوائی جہاز اور اس طرح موت پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی۔ خدائی مذہب نے انسان کی نجات کا جو راستہ تجویز کیا تھا اسے نظر انداز کر کے لوگوں نے بالشوازم اور نازی ازم نکالے۔ مگر ان سے غلامی اور بھی بڑھ گئی۔ یہی شواظ من نار ہے۔ فرمایا جب بھی تم کہو گے۔ کہ

سائنس کی ترقی

سے ہم خدا تعالےٰ کو بے دخل کر دیں۔ یا خدا تعالےٰ کے قانون کی جگہ خود کوئی قانون بنا لیں۔ تو تم پر اور زیادہ مصائب آ پڑیں گے بم گریں گے۔ اور آزادی حاصل کرنے کی بجائے اور بھی غلامی میں پڑ جاؤ گے۔ اگر واقعی مذہب میں خرابی پیدا ہو جائے تو بھی تم اس سے آزاد نہیں ہو سکتے جب تک کہ خدا تعالےٰ کا نبی آ کر تمہیں اس سے نہ نکالے۔ اگر بگاڑ تم نے خود پیدا کیا ہے۔ تو دور اسے خود نہیں کر سکتے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کا مامور آ کر ہی اسے دور کر سکتا ہے۔ اسی طرح سائنس جب مذہب سے جدا ہو کر چاہے گی۔ کہ خدا کو پنشن دے دے۔ تو اس کی تحقیقات کے نتیجہ میں بم اور طیارے ایجاد ہوں گے۔ آرام اور سکھ کے سامان نہیں۔

آرام اور سکھ کے سامان

اسی صورت میں ایجاد ہوں گے۔ جب خدا تعالےٰ پر یقین ہو۔ اور اس کے قانون کو اپنے لئے راحت کا موجب سمجھتے ہوئے تم کہو کہ اللہ تعالےٰ نے ہر چیز میں مخفی طاقتیں بھی رکھی ہیں۔ آؤ ان کی تحقیقات کریں۔ ان حالات میں جو ایجادیں ہوں گی۔ وہ آرام و راحت اور آسائش کا موجب ہونگی لیکن جب خدا تعالےٰ پر ایمان نہ ہوگا۔ اور اس کے قانون سے بچنے کی کوشش کی جائے گی۔ تو اس صورت میں ذہن ہمیشہ تکلیف دہ چیزوں کی طرف جائے گا۔ دیکھو

مسلمانوں کی ایجادیں

دنیا کے سکھ اور راحت کا موجب ہوا کرتی تھیں۔ کیونکہ ان کا خدا پر ایمان تھا۔

غرض خدا تعالےٰ پر ایمان رکھتے ہوئے اس کی دی ہوئی مخفی طاقتوں کی تحقیقات کرنے والے کا ذہن ایسی چیزوں کی طرف جائے گا۔ جو انسان کے لئے سکھ اور راحت کا موجب ہوں۔ لیکن جب خدا تعالےٰ پر ایمان نہ ہو۔ بلکہ اس کے قانون سے بچنے کی کوشش کی جا رہی ہو۔ تو ایسا انسان خواہ دوائیاں ہی کیوں نہ بنانے کی کوشش کرے۔ اس کی کوششوں کا نتیجہ بم اور ہلاکت آفرین ایجادیں ہی ہوں گی۔ وہ خواہ کوئی آرام دہ چیز ہی ایجاد کرنا چاہے۔ مگر نتیجہ بم یا طیارہ کی دریافت ہی ہوگا۔ کیونکہ جب دل میں خدا تعالےٰ کی رحمت کا یقین نہ ہو تو یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ ذہن کسی ایسی چیز کی طرف جا سکے۔ جو انسان کے لئے رحمت کا موجب ہو سکے۔ ایسی حالت میں جو تحقیقات ہوگی۔ اس کا نتیجہ فساد کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ اور اس سے بچنے کا صرف ایک ہی طریق ہے۔ اور وہ یہ کہ خدا تعالےٰ کے قانون کو رحمت سمجھو۔ اور اس سے بچنے کی کوشش نہ کرو۔ پھر تمہارا ذہن ایسی ایجادوں کی طرف جائے گا۔ جو دنیا کے لئے رحمت کا موجب ہوں گی۔ اسی طرح اگر مذہب میں تمہیں کوئی دقت پیش آتی ہے۔ تو اس کا یہ طریق نہیں۔ کہ خود اس سے نکلنے کی کوشش کرو۔ بلکہ اس کا

ایک ہی علاج

ہے۔ کہ دعائیں کرو تا خدا تعالےٰ اپنا مامور بھیجے۔ جو آ کر اصلاح کرے۔ اور ان اغلال کو کاٹ دے۔ اگر خود ان کو کاٹنے کی کوشش کروگے۔ تو وہ اور پڑ جائیں گے۔

یہ ہے اس آیت کا مضمون میرے نزدیک۔ جسے عذاب الٰہی تک محدود کر کے مفسرین نے اس سے اگلی آیت فبای الاء ربکما تکذبان کا مضمون بھی بگاڑ دیا ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا ارشاد نفلی روزے رکھنے کے متعلق

۲۴ اکتوبر کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ بوجہ بیماری میں اس سال کے نفلی روزوں کے متعلق کوئی اعلان نہیں کر سکا۔ چونکہ ہماری جماعت دور دور پھیلی ہوئی ہے۔ اس لئے ایسا اعلان پہلے چاہیئے تھا۔ مگر میں چونکہ بیمار تھا۔ اس لئے نہ کر سکا۔ بہرحال اب میں یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ حسب سابق ہماری جماعت کے دوست اس ماہ شوال میں بھی سات روزے رکھیں۔ پہلا روزہ اس ہفتہ کی جمعرات سے شروع ہوگا۔ اس کے بعد پھر پیر کو اور جمعرات کو رکھتے ہوئے سات روزے پورے کئے جائیں۔ چونکہ یہ روزے بھی نفلی ہیں اور دعاؤں کے لئے ہیں۔ اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم شوال میں جو روزے رکھتے تھے۔ وہ بھی ان کے اندر ہی شامل کئے جا سکتے ہیں۔ اور سمجھ لیا جائے گا۔ کہ وہ روزے پورے ہو گئے۔

یہ زمانہ جیسا کہ میں نے بارہا بیان کیا ہے سخت نازک زمانہ ہے۔ دنیا پر بھی آفات اور مصائب آ رہی ہیں۔ اور جماعت بھی بوجہ قلیل ہونے کے سخت مشکلات میں سے گزر رہی ہے۔ پس ہمارے لئے دعاؤں کا موقعہ ملنا خواہ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہو یا نظام کی طرف سے کوئی موقعہ مقرر کیا جائے۔ ایک برکت کی چیز ہے۔ جس سے فائدہ اٹھانا ہمیں بہت سی مشکلات سے بچانے کا موجب ہو سکتا ہے۔ دوست اس بات کو مدنظر رکھیں۔ کہ یہ روزے دعاؤں کی غرض سے ہیں۔ تہجد پڑھنے کے لئے ضرور اٹھیں۔ اور خصوصیت سے دعائیں کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ سلسلہ کے لئے جو مشکلات ہیں ان کو دور کرے۔ خواہ وہ رعایا کی طرف سے ہیں۔ اور خواہ حکومت کی طرف سے۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو دور کر کے سلسلہ کی عظمت کو قائم کرے۔ اور اس کی ترقی کے سامان پیدا کرے۔

"تفسیر کبیر" اور غیر مبایعین

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے "تفسیر کبیر" پر نکتہ چینی کرتے ہوئے چند دن پہلے غیر مبایعین کو مخاطب کر کے لکھا تھا:۔

"تعجب ہے۔ اتباع مرزا کی لاہوری پارٹی پر جو اس تفسیر پر منہہ تو بسورتی ہے مگر تردید یا اصلاح کے لئے انہوں نے قدم نہیں اٹھایا۔ شائد کچھ سوچ رہے ہونگے۔"

(اہلحدیث ۲۲ اگست ۱۹۴۱ء)

مولوی صاحب کے اس طنز نے غیر مبایعین پر کچھ ایسا اثر کیا ہے۔ کہ وہ بقول مولوی صاحب "تفسیر کبیر" کی اشاعت پر صرف منہہ بسورنے کے علاوہ اب اس کے متعلق کچھ بولنے بھی لگ گئے ہیں۔ چنانچہ اپنے فرسودہ اعتراضات کے ساتھ چند اور باتیں ملا کر انہیں "تفسیر کبیر پر اعتراضات" کے نام سے شائع کر رہے ہیں۔ "تفسیر کبیر" کے شائع ہونے سے پہلے وہ اس امر کو اپنے حق پر ہونے کے لئے بطور دلیل پیش کیا کرتے تھے۔ کہ غیر مبایعین کی طرف سے تفسیر البیان القرآن تین ضخیم مجلدات میں شائع ہو چکی ہے۔ لیکن مبایعین کو تفسیر القرآن شائع کرنے کی توفیق نہیں ملی لیکن اب انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ خلافت کے چھبیس سال بعد صرف پانچ پارو کی تفسیر کا شائع کرنا کوئی قابل فخر بات نہیں۔ اور یہ کہ مبایعین نے ان کی نقل میں تفسیر لکھی ہے۔ مگر غیر مبایعین کے اس قسم کے اعتراضات درست نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف کاموں کے ظہور پذیر ہونے کے لئے مختلف اوقات مقرر ہیں۔ بعثت رسول سے پہلے ضلالت و گمراہی کا ایک دور ہوتا ہے۔ مگر رسول کی بعثت پر گمراہی کے دُور ہونے کے سامان پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور حق و صداقت کا بیج دنیا میں بویا جاتا ہے۔ پس کسی کام کا پہلے ظہور پذیر ہونا یا کسی کا بعد میں ہونا۔ اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کی بنا پر ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض رویاء سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ "تفسیر کبیر" کا وجود دنیا کے لئے ایک سورج کی طرح ہے۔ چونکہ اس نے اس اندھیرے کو دور کرنا تھا جو مولوی محمد علی صاحب کے بیان القرآن کی اشاعت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے خلاف باتیں لکھ کر پھیلایا گیا۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ بیان القرآن پہلے شائع ہو۔ تاکہ اس رات کے بعد سورج کا طلوع ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک رؤیا جس میں تفسیر کبیر اور بیان القرآن ہر دو کی اشاعت کا ذکر ہے۔ مندرجہ ذیل ہے:۔

فرمایا "آج ہی ایک خواب میں دیکھا۔ کہ ایک چوغہ زرین جس پر بہت سنہری کام کیا ہوا ہے۔ مجھے غیب سے دیا گیا ہے۔ ایک چور اس چوغہ کو لیکر بھاگا۔ اس چور کے پیچھے کوئی آدمی بھاگا۔ جس نے اس چور کو پکڑ لیا۔ اور چوغہ واپس لے لیا۔ بعد اس کے وہ چوغہ ایک کتاب کی شکل میں ہو گیا جس کو تفسیر کبیر کہتے ہیں۔ اور معلوم ہؤا۔ کہ چور اس کو اس غرض سے لے کر بھاگا تھا۔ کہ اس تفسیر کو نابود کر دے۔" فرمایا "اس کشف کی تعبیر یہ ہے۔ کہ چور سے مراد شیطان ہے شیطان چاہتا ہے۔ کہ ہمارے ملفوظات کو لوگوں کی نظر سے غائب کر دے۔ مگر ایسا نہیں ہوگا۔ اور تفسیر کبیر جو چوغہ کے رنگ میں دکھائی گئی۔ اس کی یہ تعبیر ہے۔ کہ وہ ہمارے لئے موجب عزت اور زینت ہوگی۔ واللہ اعلم"

یہ رؤیاء اتنا واضح ہے۔ کہ ہر پڑھنے والے کے سامنے مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر نویسی کا نہ صرف خاکہ آجاتا ہے۔ اور ان کی تفسیر نویسی کے تمام واقعات آنکھوں کے سامنے یکے بعد دیگرے آجاتے ہیں۔ بلکہ ایک ایسی تفسیر کے لکھے جانے کی بشارت واضح الفاظ میں ملتی ہے۔ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں کو ظاہر فرما دے گا۔ جو مولوی محمد علی صاحب نے لوگوں کی نظروں سے اوجھل کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جن باتوں کے قیام کے لئے انبیاء کو مبعوث فرماتا ہے۔ دنیا کی مخالفت کے باوجود انہیں زندہ اور عملوں سے قائم کر کے اپنی قدرت کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ مندرجہ بالا رویاء سے مندرجہ ذیل پانچ باتیں ظاہر ہیں:۔

۱۔ یہ بات مقدر تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم قرآنیہ کی بنا پر ایک تفسیر لکھی جائے۔

۲۔ ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم قرآنیہ کو چرا کر یہ کوشش کرے گا۔ کہ ایک تفسیر شائع کرے۔ وہ اُسے منسوب تو حضور کے علوم کی طرف کرے گا۔ اور دعوےٰ کرے گا۔ کہ وہ حضورؑ کے منشاء کی تکمیل کرنے والی ہے۔ لیکن عملاً اس تفسیر میں حضورؑ کے عقائد کے خلاف اپنی باتیں خلط کر کے یہ چاہیگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور عقائد دنیا کی نظروں سے اوجھل ہو جائیں۔

۳۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم قرآنیہ سے اصل موعود تفسیر لکھی جائے گی۔ اور اس کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان تمام باتوں کو اور تعلیم و عقائد کو جو لوگوں کی نظروں سے اوجھل کئے گئے ہونگے واپس لایا جائے گا۔ یعنی نمایاں کیا جائیگا۔

۴۔ موعود تفسیر "تفسیر کبیر" ہوگی۔ ظاہراً و باطناً۔

۵۔ موعود تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اور عزت کا موجب ہوگی۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ رویاء حرف بحرف اب پورا ہؤا۔ جناب مولوی محمد علی صاحب جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں سلسلہ کی ہدایت کے مطابق تفسیر مرتب کرنے کے کام پر لگایا گیا تھا۔ اور اس کام کے بدلے ان کو صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے سالہا سال تنخواہ بھی ملتی رہی جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد قادیان سے تمام مسودہ لے گئے اور لاہور جا کر ایک تفسیر شائع کی۔ جس میں حضورؑ کی تعلیم و عقائد کے خلاف باتیں لکھ دیں۔ اور حضورؑ کی اصل تعلیم و عقائد کو لوگوں کی نظر سے اوجھل کرنے کی کوشش کی۔ پھر اسے اپنی ذاتی ملکیت قرار دے دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں ایک تفسیر پانچ پاروں کی لکھوائی۔ جو اس بات کو ثابت کرنے کیلئے کافی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علوم قرآنی غیب سے دیئے اور وہ تفسیر اس لحاظ سے "تفسیر کبیر" ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ پانچ پاروں کی تفسیر ہے۔ لیکن اس کا حجم ۱۰۰۷ صفحات ہے۔ اور جب اس کی بقیہ جلدیں شائع ہونگی۔ تب یہ نام اور بھی واضح شان سے صادق آئے گا۔

علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اور رؤیا تفسیر لکھے جانے کے متعلق دیکھا اس کے متعلق حضور فرماتے ہیں۔ "پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی۔ جس کی نسبت یہ تبلایا گیا۔ کہ یہ تفسیر قرآن ہے۔ جس کو علی نے تالیف کیا ہے۔ اور اب علیؓ وہ تفسیر تجھکو دیتا ہے۔" گویا اس رویاء میں یہ تعین فرما دی۔ کہ وہ تفسیر جو حضرت مسیح موعودؑ کے علوم قرآنیہ سے لکھی جائے گی۔ وہ "علیؓ" سے مشابہت رکھنے والا شخص لکھے گا۔ اور وہ حضورؑ کے نام پر اُسے معنون کرے گا۔ پھر حضورؑ نے ایک اور رویاء بیان فرما کر یہ بات بھی معین کر دی۔ کہ وہ "علیؓ" سے مشابہت رکھنے والا کون ہوگا۔ چنانچہ حضورؑ نے ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کو اپنا ایک رویاء بیان فرمایا کہ "دیکھتا ہوں کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بن گیا ہوں۔ یعنی خواب میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہی ہوں اور خواب کے عجائبات میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ بعض اوقات ایک شخص اپنے تئیں دوسرا شخص خیال کر لیتا ہے۔ سو اسوقت میں سمجھتا ہوں۔ کہ میں علی مرتضیٰ ہوں۔ اور ایسی صورت واقعہ ہے۔ کہ ایک گروہ خوارج کا میری خلافت کا مزاحم ہو رہا ہے۔ یعنی وہ گروہ میری خلافت کے امر کو روکنا چاہتا ہے۔ اور اس میں فتنہ انداز ہے۔ تب میں نے دیکھا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے۔ اور شفقت اور تودّد سے مجھے فرماتے ہیں کہ یا علیّ دعھم وانصادھم وزراعتھم یعنی اے علی! ان سے اور ان کے مددگاروں سے اور ان کی کھیتی سے کنارہ کر۔ اور ان کو چھوڑ دے۔ اور ان سے مونہہ پھیر لے۔ اور میں نے پایا۔ کہ اس فتنہ کے وقت صبر کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو فرماتے ہیں۔ اور اعراض کیلئے تاکید کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ تو ہی حق پر ہے۔ مگر ان لوگوں سے ترک خطاب بہتر ہے۔" اس رویاء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا گیا۔ کہ بعض لوگ آپ کی خلافت کا انکار کریں گے اور فتنہ ڈالیں گے۔ اور چونکہ حضرت علیؓ کے مخالف بھی خلافت کے امر کو روکنا چاہتے تھے۔ اس لئے خلافت کے منکرین کو خوارج سے تشبیہہ دی۔ اور جس خلیفہ کی مخالفت ہوگی۔ اسے حضرت علیؓ کے مشابہ قرار دیا۔ چنانچہ یہ رویاء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ذات میں پورا ہؤا۔ اور واقعات نے یہ مہر ثبت کر دی۔ کہ علیؓ سے مشابہت رکھنے والے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ ہیں۔ پس اس رویاء کو پہلے رویاء کیساتھ ملانے سے یہ بات واضح ہے۔ کہ تفسیر القرآن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے ہاتھوں لکھی جانی مقدر تھی۔ اور ایسا ہی ہؤا۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے یہ کام انجام پذیر ہؤا۔ اور یہ تفسیر بیان القرآن کے بعد شائع ہوئی تھی۔ تاکہ ان تمام باتوں کو جسے مولوی محمد علی صاحب نے لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل کر دیا واپس لایا جائے۔ پس بیان القرآن کا پہلے شائع ہونا اور "تفسیر کبیر" کا بعد میں شائع ہونا ٭

٭ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رویاء کے عین مطابق ہے۔ اور بیان القرآن کے پہلے شائع ہونے میں غیر مبایعین کے لئے کسی قسم کا فخر کرنیکا مقام نہیں۔ بلکہ رونے کا مقام ہے۔ خاکسار نور الحق واقف تحریک جدید

جماعت احمدیہ کے گزشتہ ہفتہ کے اہم واقعات

(۱) اس ہفتہ کے دوران میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو ایک شب زخم میں درد کی شکائت رہی۔ ایک روز نزلہ کی شکائت رہی۔ باقی ایام میں طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی رہی۔ گو ابھی علالت کی وجہ سے کمزوری اور نقاہت بے حد تھی۔ باوجود اس کے احباب کی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۹ رمضان المبارک کو رمضان کی دعا کے لئے مسجد اقصےٰ میں تشریف لے گئے۔ آخری سورۃ الناس کا درس دیا۔ اور نہائت لطیف اور اچھوتی تفسیر بیان فرمائی۔ اور اس کے بعد دیر تک دعا فرمائی۔ یہ درس حضور نے کرسی پر بیٹھ کر دیا۔ کیونکہ کمزوری کی وجہ سے کھڑا ہونا مشکل تھا۔ ۲۳ اخاء کو حضور نے عیدگاہ میں تشریف لے جا کر عید کی نماز بھی پڑھائی اور نہائت لطیف خطبہ ارشاد فرمایا۔ نماز عید کے بعد حضور نے تمام خدام کو شرف مصافحہ بخشا۔

(۲) حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت دو روز اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی رہی۔ ایک روز ضعف اور ایک روز نزلہ کا دوسر میں درد کی تکلیف رہی۔ حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو ان ایام میں بخار نزلہ اور معدہ میں درد کی شکائت رہی۔

(۳) ۲۳ اخاء کو قادیان میں عیدالفطر کی تقریب منائی گئی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے قادیان کے تیرہ محلوں کے غرباء و مساکین کے ۲۴۳ گھروں میں ۵۷ سیر ۲ ۳/۴ چھٹانک سویاں ۲۲۸ سیر ۲ ۱/۲ چھٹانک دودھ اور ۵۷ سیر ۲ ۱/۴ چھٹانک کھانڈ پہنچائی گئی۔ علاوہ ازیں قریباً سات صد روپیہ نقد از رقم فطرانہ غربا میں تقسیم کیا گیا۔ احباب کے گھروں میں یہ اشیاء پہونچانے میں خدام الاحمدیہ نے نہائت سرگرمی سے کام کیا۔ نماز عید دس بجے شروع ہوئی۔ اور خطبہ مصافحہ وغیرہ سے فارغ ہو کر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ ساڑھے گیارہ بجے کے قریب واپس تشریف لائے۔ یہ خطبہ بھی حضور نے بیٹھ کر ارشاد فرمایا۔ نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے مجمع تک آواز پہونچانے کے لئے آلہ نشر الصوت کا عمدہ انتظام تھا۔ عورتوں کے لئے پردہ کا بہت اچھا انتظام تھا عیدگاہ یا عیدگاہ کے راستہ پر ایسے کسی کو دکان لگانے کی اجازت نہ دی گئی

(۴) لنڈن سے مولوی جلال الدین صاحب شمس نے بذریعہ تار اطلاع دی ہے۔ کہ وہاں بھی کامیابی سے عید منائی گئی۔ ہر قومیت کے لوگ شامل ہوئے۔ اور آپ نے دنیا کے آئندہ نظام پر خطبہ پڑھا۔

(۵) ۲۴ اخاء بروز جمعرات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نقاہت کے باوجود مسجد اقصےٰ میں تشریف لائے۔ اور بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں دوستوں کو ہدائت کی۔ کہ اس ہفتہ کی جمعرات سے شروع کر کے ہر پیر اور جمعرات کو سات نفلی روزے رکھنے شروع کر دیں۔ ماہ شوال میں جو چھ روزے مسنون ہیں۔ وہ بھی ان میں آجائیں گے ان ایام میں احباب تہجد کے لئے ضرور اٹھیں۔ اور اللہ تعالےٰ سے دعا کریں۔ کہ وہ سلسلہ کی عظمت کو قائم کرے۔ اور اسے ترقی عطا فرمائے۔ نیز جماعت کو بحیثیت جماعت یہ مقام حاصل ہو جائے۔ کہ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو۔ اور وہ اس سے راضی ہو جائیں۔ مفصل خطبہ عنقریب شائع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ پس احباب کو چاہیئے۔ کہ ۳۰ اکتوبر کو آنے والی جمعرات کو پہلا روزہ رکھیں۔ اس کے بعد ۳ نومبر کو پیر کے دن اور پھر ہر جمعرات اور پیر کو روزے رکھ کر سات پورے کریں۔

(۶) ۲۹ رمضان المبارک کو دعا کے موقعہ پر فنانشل سیکرٹری صاحب تحریک جدید نے ان احباب کی فہرست حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور پیش کی جنہوں نے اس روز تک تحریک جدید کے وعدے پورے کر دیئے۔ نظارت تعلیم و تربیت نے ان احباب کے ناموں کی فہرست پیش کی جنہوں نے رمضان میں اپنی کسی کمزوری کے ترک کرنے کا عہد کیا۔ اور ناظر صاحب بیت المال نے ان دوستوں کی فہرست پیش کی۔ جنہوں نے تحریک قرضہ پچاس ہزار میں حصہ لیا۔

(۷) ان ایام میں روزنامہ "الفضل" میں بعض اہم مضامین شائع ہوئے۔ مثلاً حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ اخاء کا خلاصہ۔ فلسفہ عید حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی زبان مبارک سے۔ "پیغام صلح" میں مفروضہ گالیوں کی فہرست جناب مولوی محمد علی صاحب کے ایک مطالبہ کا جواب۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محکم دعاوی اور مولوی ثناء اللہ صاحب۔ گندم کی گرانی اور حکومت۔ آسمانی مائدہ کا نزول۔ نو ایجاد جنگی اسلحہ وغیرہ کی نمائش۔ امریکہ کے مبلغ کی تبلیغی رپورٹ بھی درج کی گئی ؛

خدام الاحمدیہ کا دوسرا یوم تحریک جدید

گزشتہ سال خدام الاحمدیہ نے ۵ ہجرت کو جلسے کر کے بڑے اہتمام سے یوم تحریک جدید منایا تھا۔ اس سال بھی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے ۹ نبوت اتوار کا دن اسی غرض کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ جس کے بارہ میں مفصل تحریک مورخہ ۲۱ اخاء کے الفضل میں شائع کی جا چکی ہے۔ جملہ مجالس خدام الاحمدیہ اور جہاں تاحال مجالس قائم نہ ہوں احباب جماعت احمدیہ سے التماس ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے مقام پر جلسوں کے انعقاد کا انتظام فرمائیں۔ جن میں مطالبات تحریک جدید کو حتی الوسع مختلف اصحاب جماعت کے سامنے پیش کریں۔

ماہ نبوت کے پہلے آٹھ دنوں میں ریزرو فنڈ کی مد میں چندہ کی وصولی۔ تبلیغ کے لئے وقف اوقات کی تحریک اور انسداد بے کاری پر خاص زور دیا جائے۔ تمام مجالس اپنی کارگزاری کی رپورٹ جلسوں سے اگلے دن یعنی ۱۰ ماہ نبوت کو دفتر مرکزیہ میں بھجوا دیں۔

خاکسار مشتاق احمد مہتمم تربیت و اصلاح مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

پروگرام مولوی عبدالغفور صاحب جالندھری مبلغ جاپان

مولوی عبدالغفور صاحب مجاہد تحریک جدید و مبلغ جاپان واپس تشریف لا رہے ہیں۔ ان کے لئے پروگرام بتفصیل ذیل تجویز ہوا ہے۔ جس کی ان کو اطلاع دے دی گئی ہے۔

۲۸ اکتوبر بروز منگل روانگی از کلکتہ بذریعہ پنجاب میل بوقت ۶ ۱/۲ بجے شام

۲۹ " " بدھ بنارس بوقت صبح ۴۰ - ۸ بجے

" " " لکھنؤ " بعد دوپہر ۵۲ - ۱ بجے

" " " بریلی " شام ۰ - ۶ بجے

" " " رام پور " شام ۰ - ۸ بجے

۳۰ اکتوبر بروز جمعرات انبالہ بوقت شب ۴۵ - ۱ بجے (۲۹ - ۳۰ کی درمیانی شب کو)

" " " لدھیانہ " صبح ۵۷ - ۳ بجے

" " " امرتسر " " ۳۵ - ۶ بجے

" " " بٹالہ " " ۲۸ - ۸ بجے

" " " قادیان " " ۵۰ - ۹ بجے

نوٹ:۔ چونکہ اس سے پیشتر بعض مجاہدین کو پہچاننے میں بعض جماعتوں کو دقت پیش آتی رہی ہے۔ اس لئے ان کو اطلاع دے دی گئی ہے۔ کہ اس سفر میں خصوصیت سے سبز عمامہ رکھیں۔ تاکہ دوست ان کو پہچان سکیں ؛

خاکسار:۔ ذوالفقار علی خان ناظم تجارت تحریک جدید

ہفتۂ جنگ

روس اور جرمنی کی جنگ

ماسکو کی جنگ پُوری شدّت کے ساتھ جاری ہے۔ جرمنوں کا دعوٰے ہے کہ انہوں نے شہر کا محاصرہ پُوری طرح کر لیا ہے۔ وُہ اس وقت اپنی انتہائی طاقت اس محاذ پر صرف کر رہے ہیں۔ کیونکہ وُہ جانتے ہیں۔ کہ اگر چند روز تک ماسکو پر قابض نہ ہو سکے۔ تو روس کی لڑائی بہت لمبی ہو جائے گی۔ جرمن فوجیں نومبر اور دسمبر میں روس کی انتہائی سردیوں میں لڑنے کے قابل نہ رہیں گی۔ اور اس دوران میں روسیوں کو تیاری کا موقعہ مل جائے گا۔ اس لئے ہٹلر کی کوشش ہے۔ کہ یہ لڑائی جلد سے جلد ختم ہو لیکن اگر ماسکو فتح ہو گیا۔ تو لینن گراڈ بھی زیادہ دیر مقابلہ نہ کر سکے گا۔ اگر ماسکو لینن گراڈ اور یوکرین ہٹلر کے ہاتھ میں چلے گئے۔ تو اس کے معنے یہ ہونگے کہ روس کے ساٹھ فیصدی صنعتی اور زرعی وسائل پر اس کا قبضہ ہو جائے گا اور گو یہ حقیقت ہے کہ یووال کے پہاڑوں میں روسیوں نے صنعتی کارخانے کھول رکھے ہیں۔ لیکن وُہ کارخانے اس نقصان کی تلافی کے لئے کافی نہ ہو سکیں گے۔ جو ان علاقوں کے چھن جانے سے روس کو پہونچ سکتا ہے۔

معلوم ہُوا ہے۔ کہ روسی گورنمنٹ نے ماسکو کے مرکزی محاذ کی کمان مارشل تموشنکو سے لے کر مارشل ژکوو کے ہاتھ میں دے دی ہے۔ مقدم الذکر مارشل کا شمار چونکہ روسیوں کے بہترین جرنیلوں میں ہوتا ہے۔ اور اسے بہت کامیاب جرنیل سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے اس کی ناکامی اور تبادلہ کا مطلب یہ لیا جاتا ہے۔ کہ سویٹ گورنمنٹ کو موقعہ کی نزاکت کا بخوبی احساس ہے۔

اس کے علاوہ جرمنوں کا دباؤ کریمیا پر بھی بڑھ رہا ہے۔ اور وہاں انہوں نے نہایت زبردست حملہ شروع کر رکھا ہے اگر وُہ اس پر قبضہ کر لیں۔ تو کاکیشیا میں پہونچنے کے لئے ان کو راستہ مل جاتا ہے۔ اور وُہ بہت جلد باکو اور خرطوم کے تیل کے چشموں پر پہونچنا چاہتے ہیں۔ مشرقی یوکرین کے صدر مقام خارکوف پر بھی جرمنوں نے قبضہ کا دعوٰی کیا ہے۔ یہ نہایت اہم صنعتی مرکز ہے ایک اہم ترین فضائی مستقر ہونے کے علاوہ یہاں پانچ طیارہ ساز کارخانے ہیں۔ ٹینک۔ توپوں۔ اور ایر کرافٹ توپوں کے بھی کئی کارخانے ہیں۔ اور اس پر جرمن قبضہ سے روس کو ناقابلِ تلافی جنگی اور اقتصادی نقصان پہونچا ہے۔ اس کے شمال مشرق میں بیلوگراڈ ایک اہم ٹریفک سنٹر پر بھی قبضہ ہو چکا ہے۔ اور ان کا بیان ہے۔ کہ اب روسٹوف کے دروازوں پر جنگ ہو رہی ہے۔ یہ سب حالات نہایت خطرناک اور پریشان کُن ہیں۔ اور یہ فتوحات کاکیشیا کے لئے خطرات میں اضافہ کرنے والی ہیں۔

اس وقت ہٹلر کے پیش نظر ایک اہم بات یہ ہے۔ کہ روس کو امریکہ اور برطانیہ سے جو امداد مل رہی ہے۔ اسے بند کیا جائے۔ یہ امداد زیادہ تر ایران کے رستہ آ رہی ہے۔ اور اگر کاکیشیا میں ہٹلر کو کامیابی ہو۔ تو یہ رستہ بند ہو جائے گا۔ بلکہ اس وقت بھی مخدوش ہے جرمن بحیرہ ازوف کی بندرگاہ ٹاگن راگ پر قبضہ کا اعلان کر چکے ہیں اور یہ ایسی جگہ ہے۔ جہاں سے اس ریلوے لائن پر آسانی سے حملے کئے جا سکتے ہیں۔ جو ایران سے ماسکو جاتی ہے۔ تاہم اگر کاکیشیا میں ان کو مزید کامیابی ہو گئی۔ تو پھر یہ رستہ بند ہی سمجھنا چاہیئے۔ اس کامیابی کی صورت میں جیسا کہ امریکن امیر البحر کرنل ناکس کی رائے ہے۔ یہ بھی خطرہ ہے۔ کہ ہٹلر کے جارحانہ اقدام کا اگلا نشانہ ہندوستان اور سنگاپور وغیرہ ہوں گے۔ اللّٰھم احفظنا۔

دُوسرا رستہ ولاڈی واسٹک کا ہے اس سے روس کو امداد پہونچنا جاپان کو ناگوار ہے۔ اور وُہ بارہا کہہ چکا ہے کہ اگر یہ رستہ بند نہ کیا گیا۔ تو مشرق بعید جنگ کی لپیٹ میں آ جائے گا۔ اور اب تو یہ خبریں آ بھی رہی ہیں۔ کہ امریکہ نے اس رستہ سے امداد نہ دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ امریکن امیر البحر کرنل ناکس نے بھی اپنی تقریر میں اس رستہ کے متعلق کہہ دیا ہے۔ کہ مشرق بعید کے حالات نے اسے غیر محفوظ بنا دیا ہے۔ اور اگر بفرضِ محال امریکہ اسے جاری بھی رکھنے پر مصر ہو۔ تو خطرہ ہے۔ کہ جاپان سائبیریا پر حملہ کر کے اس ریلوے لائن کو کاٹ دے گا۔ جو روس کو اس بندرگاہ سے ملاتی ہے۔

تیسرا رستہ بحیرہ ابیض کی بندرگاہ آرکینجل کا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ سال میں صرف دو ماہ کُھلی رہتی ہے۔ باقی عرصہ برف باری کی وجہ سے بند رہتی ہے۔ اور روسیوں نے برف کو توڑنے کے لئے ٹینک وغیرہ طیار کر لئے ہیں۔ تا اس بندرگاہ سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ کرنل ناکس نے اسے بہترین رستہ قرار دیا ہے۔ لیکن اس امر کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اس بندرگاہ کو آنے والے رستہ کے بہت قریب جرمنی کے ہوائی اڈے ہیں۔ اور اس کے جہاز امداد لانے والے جہازوں پر آسانی سے حملے کر سکتے ہیں۔ بہر حال اس وقت روس کو اتحادیوں کی امداد کا پہونچنا اپنی ذات میں ایک نہایت اہم سوال بن رہا ہے۔ اور اس کے کامیاب حل پر ہی روس کی آئندہ زندگی کا مدار ہے۔

جاپان کا رویّہ

جاپان کے حالات بدستور ہیں۔ اس کا رویہ ابھی گو مگو کی حالت میں ہے۔ نئی وزارت نے ابھی کوئی فیصلہ کُن قدم نہیں اٹھایا۔ ۱۵۔ نومبر کو جاپانی پارلیمنٹ کا اجلاس بلایا جا رہا ہے۔ ہند چینی میں اس کی سرگرمیاں موجب تشویش ہو رہی ہیں۔ سیام گورنمنٹ نے اپنی رعایا کو حالات کی نزاکت سے مطلع کیا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ جاپانی فوجیں ہند چینی کی سرحد سے چار بار سیامی لوگوں پر توپوں سے فائر کر چکی ہیں۔

ایک سیامی اخبار نے لکھا ہے۔ کہ جاپانی فوجیں ہنوئی اور ہند چینی سے ہٹا کر دریائے میکان کی فرانسیسی سمت کے سرحدی شہروں میں ٹھہرائی جا رہی ہیں۔ اور انہوں نے جرنیلی سڑک پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اسے صرف جنگی ٹریفک کے لئے مخصُوص کر دیا ہے۔

مشرقِ بعید کی حالت

دُوسرا اہم امر مشرقِ بعید سے متعلق یہ ہے۔ کہ امریکہ نے روس کو ولاڈی واسٹک کی راہ سے سامانِ جنگ بھیجنا بند کر دیا ہے۔ اور جاپان کے سرکاری حلقوں میں اسے نئی گورنمنٹ کی زبردست ڈپلومیٹک فتح سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ تاہم اس علاقہ کے متعلق کوئی قطعی رائے قائم نہیں کی جا سکتی امریکن امیر البحر نے اس علاقہ کو بارُود سے بھرا ہُوا کنستر قرار دیا ہے۔ جس کے پھٹنے سے سمندروں کے آرپار کی فضا گونج اُٹھے گی۔

قرضہ پچاس ہزار کے متعلق ضروری اعلان

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر بیت المال ۲۶ اکتوبر سے ۲۷ نومبر تک دورہ پر ہونگے۔ اس لئے قرضہ پچاس ہزار کے متعلق تمام ضروری خط و کتابت براہ راست ان کے ساتھ کی جائے۔ ان کا پروگرام حسب ذیل ہے:۔

لاہور ۲۶۔ اکتوبر سے ۱۰۔ نومبر تک۔ پتہ۔ معرفت شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ ۱۲۔ ٹمپل روڈ لاہور

سیالکوٹ ۱۱ سے ۱۳۔ نومبر تک۔ ” ” چودہری شاہ نواز صاحب وکیل سیالکوٹ شہر

گوجرانوالہ ۱۴ ” ۱۶ ” ” ” ” ” میر محمد بخش صاحب پلیڈر گوجرانوالہ۔

گجرات ۱۷ ” ۲۰ ” ” ” ” ” چودھری اعظم علی صاحب سب جج گجرات۔

راولپنڈی ۲۱ ” ۲۵ ” ” ” ” ” میاں عبد الرشید صاحب انجمن احمدیہ مری روڈ۔ راولپنڈی۔

جہلم ۲۶ ” ” ” بابو علی اکبر صاحب اسے ڈی۔ آئی جہلم۔

امرتسر ۲۷ ” ۲۹ ” ” ” ” ” سید بہاول شاہ صاحب کٹڑہ کرم سنگھ چوک جڑا۔ امرتسر

واپس قادیان ۲۹۔ نومبر جوائنٹ ناظر بیت المال قادیان۔

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب میاں میر محمد خان صاحب بی۔ اے ایل ایل۔ بی۔ پی سی ایس سب جج بہادر درجہ چہارم ڈیرہ غازیخان

دعویٰ دیوانی ۲۴۴ سنہ ۱۹۴۱ء

نور محمد ولد خدابخش خاں دستانی مناری سکنہ عادل پور تحصیل گھوٹکی ضلع سکھر بنام حسن ولد جیٹھہ وغیرہ

دعویٰ دخلیابی بذریعہ حق شفع

بنام

عبداللہ ولد فضل مناری سکنہ کلہاری دھوال سیداں ضلع میرپور خاص معروف تھرپارکر ڈاکخانہ ٹنڈو جان محمد خاں

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی عبداللہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام عبداللہ مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور تاریخ

۳۱ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۴۱ء

کو مقام ڈیرہ غازی خاں حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اسکی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔

آج بتاریخ ۴ ماہ اکتوبر ۱۹۴۱ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم — مہر عدالت

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب میاں میر محمد خان صاحب بی۔ اے ایل ایل۔ بی۔ پی سی ایس سب جج بہادر درجہ چہارم ڈیرہ غازیخان

دعویٰ دیوانی ۲۴۳ سنہ ۱۹۴۱ء

نور محمد ولد خدابخش خاں دستانی مناری سکنہ عادل پور تحصیل گھوٹکی ضلع سکھر

بنام حسن ولد جیٹھہ وغیرہ

دعویٰ دخلیابی شفع

بنام عبداللہ ولد فضل مناری سکنہ کلہاری دھوال سیداں ضلع میرپور خاص معروف تھرپارکر ڈاکخانہ ٹنڈو جان محمد خاں

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی عبداللہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام عبداللہ مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور تاریخ

۳۱ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۴۱ء

کو مقام ڈیرہ غازیخاں حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۴ ماہ اکتوبر ۱۹۴۱ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

دستخط حاکم — مہر عدالت

خالص اور مجرّب ادویّہ
اگر آپ کو مجرب اور خالص ادویہ کی ضرورت ہے، تو آپ ہمارے دواخانہ سے طلب کریں۔ آپ کو ہر قسم کی ادویہ مہیا کر کے دیں گے۔ اس کے علاوہ ہمارے دواخانہ میں بعض خاص نسخے بھی تیار ہوتے ہیں جنمیں سے بعض یہ ہیں۔
سُرمہ ممیرا خاص
یہ سرمہ ایک پُرانے اور مجرب نسخہ کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔ اور پُرانی آشوب چشم خصوصاً جو نزلہ یا دماغی یا اعصابی کمزوریوں کی وجہ سے ہو۔ اسی طرح نظر کی کمزوری اور دھند کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے۔ پرانے ککروں اور آنکھ کی سُرخی کے لئے مفید ہے۔
قیمت فی تولہ عہ ۶ ماشہ آر ۳ ماشہ ۱۰ر
اس کے مفید ہونے کے متعلق ذیل کا سرٹیفکیٹ ملاحظہ فرمائیں
مکرمہ محترمہ جنابہ سردار بیگم صاحبہ ہیڈ معلمہ گرلز سکول دولمیال ضلع جہلم تحریر فرماتی ہیں:۔
"میری آنکھوں میں مدت سے ککرے تھے۔ اور کثرت سے پانی بہتا تھا۔ میں نے چند روز آپ کے سرمہ ممیرا خاص کو استعمال کیا۔ واقعی آنکھوں کے مریضوں کے لئے یہ ایک لاثانی دوا ہے۔ اور خاص کر ککروں کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔
ملنے کا پتہ:۔ دواخانہ خدمت خلق قادیان (پنجاب)

اردو زبان میں بہترین
قانونی کتابیں
فہرست کتب مفت طلب کریں
ملنے کا پتہ
مطبع راست گفتار جنرل لاء بکس ایجنسی ہال بازار امرتسر
قائم شدہ ۱۸۸۵ء

اگر
آپ اپنا اور اپنے عزیزوں کا علاج حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نورالدین رضؓ طبیب شاہی کے طریق علاج کے مطابق کرنا چاہتے ہیں اور خالص ادویہ کے خواہشمند ہیں۔ تو
دواخانہ نورالدین رضؓ قادیان
کو لکھیں!

ٹِٹ بِٹ
T BIT T
موتی
مردانہ طاقت کی بہترین دوا
بے ضرر مگر جادو اثر
سالہا سال کے تجربہ کا نچوڑ
TIT-BIT
پہلے شیشی نہ خریدیں
گیا گزرا اور ضعیف العمر آدمی کیوں نہ ہو۔ ایک ہی گولی سے اثر نمایاں ہوگا
ضروری نوٹ:۔ ہر موسم میں یکساں مفید ہے۔
قیمت فی شیشی ۳۰ گولیاں ۳/۸ پیکنگ و محصول ڈاک ۱۰
سیمپل پیکٹ دو گولیاں ۴ر ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔ خود بخود سچائی کا امتحان ہو جائیگا
THE IDEAL APHRODISIAC
سول ایجنٹ۔ برائے انڈیا۔ برہما اینڈ سیلون
پرنس اینڈ کمپنی پوسٹ بکس نمبر ۱۱۷ فورٹ بمبئی
MANUPACTURES— TIT, BIT (INDIA) CO.

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۶ اکتوبر ۔ مختلف ذرائع سے حاصل شدہ خبروں سے پایا جاتا ہے ۔ کہ ماسکو کے دروازوں پر گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے ۔ جنوب میں دشمن وادیٔ ڈونیز پر قبضہ کرنے کی کوشش میں ہے ۔ روس کے سرکاری اخبار نے مان لیا ہے ۔ کہ موجائسک کے مورچہ پر دشمن نے ہماری صفوں کو توڑ دیا ہے ۔ اور ہم پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے ہیں ۔ جرمن ہائی کمانڈ نے اعلان کیا ہے ۔ کہ گذشتہ شب ماسکو پر شدید بمباری کی گئی ۔ کریملن پر بھی بم گرائے گئے ۔ خارکوف میں ہر طرف آگ لگ رہی ہے ۔ روسٹوف کے علاقہ میں شدید مزاحمت کے باوجود دشمن نے کچھ پیش قدمی کی ہے ۔ اور روسی فوجوں نے پیچھے ہٹ کر نئے مورچے قائم کر لئے ہیں ۔ کریمیا کے علاقہ میں سخت لڑائی ہو رہی ہے ۔ اس محاذ پر جرمن اور رومانی افواج کو مزید کمک پہنچ گئی ہے ۔ اور انہوں نے سخت نقصان اٹھا کر روسی مورچوں میں شگاف کر دیا ہے ۔ روسیوں کا بیان ہے ۔ کہ جرمن فوجیں اب روسٹوف کے دروازوں پر لڑ رہی ہیں ۔ ایک انگریز مبصر ابھی روس سے واپس آیا ہے ۔ اس کا بیان ہے کہ اگر جرمن دریائے ڈونیز سے آگے بڑھ گئے ۔ تو روسی اپنا دارالسلطنت مغربی وسط ایشیا کے اہم تجارتی مقام تاشقند میں منتقل کر لینگے ۔ تاشقند ہندوستانی سرحد سے پونے چار سو میل ہے ۔

لنڈن ۲۷ اکتوبر ۔ بی ۔ بی ۔ سی سے اعلان کیا گیا ہے ۔ کہ ماسکو کے محاذ پر دو اطراف میں جرمن دباؤ بہت بڑھ گیا ہے ۔ اور جرمن فوجیں شہر کے بہت قریب آ گئی ہیں ۔

لنڈن ۲۷ اکتوبر ۔ جرمن نیوز ایجنسی کے بیان پر بی ۔ بی ۔ سی سے اعلان ہؤا ہے ۔ کہ روسٹوف پر جرمن قبضہ ہو چکا ہے ۔ اور اس کے بعض نواحی مقامات پر روس کے جو فوجی دستے جو مزاحمت کر رہے تھے ۔ وہ ختم ہو چکی ہے ۔

لنڈن ۲۷ اکتوبر آج قریباً دس ہزار مزدوروں نے برطانیہ میں مظاہرے کئے ۔ اور مطالبہ کیا ۔ کہ روس کو پوری امداد دی جائے ۔

لنڈن ۲۶ اکتوبر ۔ کاؤنٹ چیانو (اٹلی کا وزیر خارجہ) نے یہ انکشاف کیا ہے کہ محوری سکیم میں یہ بات داخل ہے ۔ کہ سپین اور پرتگال کو ملا کر ایک ملک کر دیا جائے ۔ اور ڈیوک آف اوسٹا کو جو اس وقت برطانی قید میں ہے ۔ اس کا بادشاہ بنایا جائے ۔

دہلی ۲۴ اکتوبر ۔ اس وقت تک دفاعی قرضہ کی مجموعی رقم ۷۹ کروڑ ۲۷ لاکھ ۴۳ ہزار روپیہ تک پہنچ چکی ہے

ڈھاکہ ۲۶ اکتوبر ۔ یہاں نواب پور کے رقبہ میں ۴۸ گھنٹے کے لئے جو کرفیو آرڈر نافذ کیا گیا تھا ۔ اس میں مزید ۲۴ گھنٹے کا اضافہ کر دیا گیا ہے ۔ گویا لوگوں کو مسلسل ۷۲ گھنٹے گھروں میں بند رہنا پڑیگا دو روز کے فرقہ وارانہ فساد میں آٹھ اشخاص ہلاک اور ۱۸۶ زخمی ہوئے ہیں ۔

نیلور ۲۶ اکتوبر یہاں فرقہ وار حالت سخت خراب ہو گئی ہے ۔ پانچ اشخاص قریب المرگ ہیں بیس کے قریب زخمی ہوئے ۱۴ مکانوں کو آگ لگا دی گئی ۔ کل سے اب تک ۷۰ اشخاص حراست میں لئے گئے ہیں ۔

لاہور ۲۶ اکتوبر ۔ آج یہاں پنجاب بیوپار منڈل کا جنرل اجلاس ہؤا جس میں مختلف شہروں کے دو صد بیوپاری شامل ہوئے ۔ فیصلہ کیا گیا ۔ کہ سیلز ٹیکس کے خلاف ستیہ آگرہ کیا جائے ۔ جس کا پروگرام یہ ہے ۔ کہ پہلے ایک ماہ کی طویل ہڑتال کی جائے بیوپاری فارم پُر کر کے گورنمنٹ کو نہ بھیجیں ۔ اور اس طرح قانون کی خلاف ورزی کریں کئی لوگوں نے جیل جانے پر آمادگی کا اظہار کیا ۔ تقریروں میں کہا گیا ۔ کہ حکومت بیوپاریوں کو کچلنا چاہتی ہے

اگر اس چیلنج کو قبول نہ کیا گیا ۔ تو ہم صدیوں تک نہ اٹھ سکیں گے ۔

لنڈن ۲۶ اکتوبر ۔ لارڈ بیوربرو ک نے اہل ملک سے اپیل کی ہے ۔ کہ ایک لاکھ ٹن ردی کاغذ فوراً مہیا کریں ۔ اس کے جواب میں لوگوں نے گھروں سے کاغذات نکال کر سرکاری گوداموں میں ڈھیر لگا دیئے ۔ حتّٰی کہ محبت کے خطوط بھی دے دیئے ۔

دہلی ۲۶ اکتوبر ۔ ہز ایکسی لینسی وائسرے ہند اپنا دورہ ختم کرنے کے بعد یہاں پہنچ گئے ہیں ۔

دہلی ۲۶ اکتوبر ۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس یہاں مسٹر جناح کی صدارت میں منعقد ہؤا ۔ مسٹر فضل الحق بوجہ علالت شریک نہ ہو سکے ۔ ایک کمیٹی اس امر پر غور کرنے کے لئے مقرر کی گئی ۔ کہ مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کی طرف سے پروٹسٹ کا بہترین طریق کیا ہے ۔ غالباً اسمبلی کے اجلاس سے واک آوٹ کا فیصلہ کیا جائے گا مسٹر فضل الحق نے جو چٹھی سکرٹری مسلم لیگ کو لکھی تھی ۔ وہ بھی زیر بحث آئے گی ۔ دو غیر سرکاری ریزولیشن بھی پیش ہوئے ایک ایران کے متعلق برطانیہ کے اقدام پر اور دوسرا اسلامی ممالک کے وقار آزادی اور یکجہتی قائم رکھنے کے لئے لیگ کے تہیہ کے متعلق ۔ ابھی ان کا کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا ۔ لیگ کونسل نے مسٹر جناح کو اختیار دیا ہے ۔ کہ جس جگہ اور جس وقت لیگ کا سالانہ اجلاس چاہیں منعقد کریں ۔ نواب ڈھاکہ نے کلکتہ میں اجلاس مدعو کیا ۔

لنڈن ۲۶ اکتوبر ۔ باخبر حلقوں کا اندازہ ہے ۔ کہ گزشتہ ایک سال میں جرمنی نے جنگ پر چھ ارب بیس کروڑ پونڈ خرچ کئے ہیں ۔ اور برطانیہ نے ۲ ارب پچاس کروڑ پونڈ ۔ اس وقت برطانیہ قریباً ۴ ارب ۵۵ کروڑ پونڈ سالانہ کے حساب سے خرچ کر رہا ہے ۔

ٹوکیو ۲۶ اکتوبر ۔ جاپانی اخبارات امریکہ کے خلاف سخت مضامین لکھ رہے ہیں ۔ ایک نے لکھا ہے ۔ کہ امریکہ بحرالکاہل کے جھگڑے کو ہوا دے رہا ہے ۔ جب تک وہ جاپان کی موجودہ نیشنل پالیسی کو درست تسلیم نہ کرے ۔ اس سے سمجھوتہ کی بات چیت فضول ہے ۔

برلن ۲۶ اکتوبر ۔ کاؤنٹ چیانو وزیر خارجہ اٹلی ہٹلر کے ہیڈ کوارٹرز میں اس سے ملا ۔ ربن ٹراپ بھی اس ملاقات میں موجود تھا ۔ کاؤنٹ ابھی چند روز اور جرمنی میں گزارے گا ۔

ٹوکیو ۔ ۲۶ اکتوبر ۔ جاپانی ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ کے ایک اعلیٰ افسر نے تقریر کرتے ہوئے کہا ۔ کہ گزشتہ دنوں ہوائی حملوں سے بچاؤ کی جو مشق کرائی گئی ہے ۔ وہ محض مشق نہ تھی ۔ بلکہ جاپان پر ہوائی حملوں کا خطرہ بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے ۔

لنڈن ۲۶ اکتوبر ۔ ایران نے اتحادیوں کا نیا مطالبہ بھی اصولی طور پر مان لیا ہے ۔ اس کے مطابق برطانیہ اور روس کی حکومتوں کے ساتھ ایران ایک اقتصادی سمجھوتہ کرے گا ۔ اور ان دونوں کو ایران میں اقتصادی مراعات دی جائیں گی ۔

لنڈن ۲۶ اکتوبر ۔ جرمن گسٹاپو کا ایک سرکردہ ایجنٹ جو جرمنی سے ایک فرانسیسی جہاز پر جن تاتن جا رہا تھا ۔ ایک برطانی جزیرہ میں گرفتار کر لیا گیا ۔ اس جاسوس کو فرانس میں ۱۴ سال قید کی سزا ہوئی تھی ۔ اس کے قبضہ سے بعض اہم خفیہ دستاویزات برآمد ہوئی ہیں ۔

بیروت ۲۶ اکتوبر ۔ جنرل کٹرو نے ایک اعلان کے ذریعہ آزاد فرانس کے تمام علاقوں میں جاپانی سرمایہ کی ضبطی کا حکم دے دیا ہے اس سے قبل تمام اتحادی ممالک میں جاپانی سرمایہ ضبط ہو چکا ہے ۔

بغداد ۲۶ اکتوبر ۔ شرق اردن کے بادشاہ امیر عبداللہ آج یہاں پہنچے ۔ اور ایک بیان میں کہا ۔ میں گذشتہ بیس سال سے برطانیہ کا دوست

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان دارالامان میں چھاپا ۔ اور قادیان سے شائع کیا ۔ ایڈیٹر : غلام نبی